ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۳-اپریل ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَضَمَّنَ اللّٰہُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِهٖ لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا جِهَادٌ فِیْ سَبِیْلِیْ وَاِیْمَانٌ بِیْ وَتَصْدِیْقٌ بِرُسُلِیْ فَهُوَ ضَامِنٌ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ اُرْجِعَهٗ اِلٰی مَنْزِلِهِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَةٍ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ مَا مِنْ کَلْمٍ یُکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ کَهَیْئَتِهٖ یَوْمَ کُلِمَ ؛ لَوْنُهٗ لَوْنُ دَمٍ وَرِیْحُهٗ رِیْحُ مِسْكٍ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَوْ لَا اَنْ یَّشُقَّ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِیَّةٍ تَغْزُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَبَدًا وَلٰکِنْ لَا اَجِدُ سَعَةً فَاَحْمِلَهُمْ وَلَا یَجِدُوْنَ سَعَةً وَیَشُقُّ عَلَیْهِمْ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوْ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوْ فَاُقْتَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ بَعْضَهٗ

"اَلْکَلْمُ" اَلْجُرْحُ

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جو شخص میرے راستے میں جہاد کرنے اور صرف مجھ پر ایمان رکھنے، اور میرے رسولوں کی تصدیق کرنے کی وجہ سے اپنے گھر سے نکلا ہو تو خدا تعالےٰ اس کا ضامن ہے یا اس کو جنت میں داخل کر دے گا اگر وہ شہید ہو گیا، یا اس کو مکان کی طرف جس سے وہ جہاد کی طرف نکلا ہے کامیاب واپس پہنچادوں گا ثواب کے ساتھ یا غنیمت کے ساتھ، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ وہ کوئی زخم خدا کے راستہ میں نہیں کھائے گا، مگر قیامت کے دن اس کو اس حالت میں لے کر حاضر ہوگا، جیسا زخم کھانے کے وقت تھا۔ اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور بو مشک کی ہوگی، اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان، اگر میں مسلمانوں پر گرانی محسوس نہ کرتا، تو میں کسی لشکر سے جو جہاد کر رہا ہے کبھی پیچھے نہ رہتا لیکن نہ میں خود اتنی وسعت پاتا ہوں، کہ سب کو سواری دوں اور نہ مسلمانوں ہی میں اتنی وسعت ہے اور یہ ان پر گراں ہے۔ کہ میں جہاد پر چلا جاؤں اور وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں، اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک میں تمنا رکھتا ہوں کہ خدا کے راستہ میں جہاد کروں اور شہید ہو جاؤں اور پھر جہاد کروں اور شہید ہوں (مسلم) امام بخاری نے اس حدیث کے بعض حصہ کو ذکر کیا ہے ——

الکلم بمعنے زخم

وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَکْلُوْمٍ یُکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَکَلْمُهٗ یَدْمِیْ ، اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّیْحُ رِیْحُ مِسْكٍ . (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی زخمی نہیں ہوگا جو خدا کے راستہ میں زخمی کیا گیا ہو مگر قیامت کے دن ایسے حال میں آئے گا کہ اس کے بدن سے خون بہتا ہوگا جس کا رنگ تو خون کا ہوگا۔ مگر خوشبو مشک کی ہوگی —— (بخاری ومسلم)

عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فَوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ نُکِبَ نَکْبَةً فَاِنَّهَا تَجِیْءُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ کَاَغْزَرِ مَا کَانَتْ لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ وَرِیْحُهَا کَالْمِسْكِ ، رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ

ترجمہ! حضرت معاذ بن جبل رضؓ سے روایت ہے وہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کے راستہ میں جو مسلمان تھوڑی دیر بھی جہاد کرتا ہے اس کے لئے واجب ہو جاتی ہے اور جو خدا کے راستے میں کچھ زخمی کر دیا گیا، یا کوئی خراش وغیرہ لگ گئی تو قیامت کے دن اس کو تروتازہ جیسا کہ وہ تھا ایسا ہی لے کر حاضر ہوگا، جس کا رنگ زعفران کا رنگ ہوگا اور اس کی خوشبو مشک جیسی ہوگی اس حدیث کو امام ابوداود اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا حدیث حسن ہے۔

نیکوں کی شناخت

خِیَارُکُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ

ارشاد:۔ تمہارے بہترین لوگ وہ ہیں کہ ان کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔

جن کے پاس بیٹھنے سے گناہوں سے نفرت، اطاعت کی رغبت پیدا ہو۔ خدا تعالےٰ کا خوف دل میں آئے اور شریعت کی پابندی کا شوق بڑھتا جائے یہ علامت ہے اللہ والوں کی ایسے حضرات کی تلاش ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ جب وہ مل جائیں تو ان کی صحبت کو کیمیا جانے، اور ہرگز نہ چھوڑے۔ دنیا میں ان کے ساتھ رہیں گے تو عاقبت بخیر ہوگی

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
فون ۶۷۵۴۵



سالانہ چندہ ۱۱ روپے
ششماہی چندہ ۶ روپے

جلد ۹ | ۱۹ ذی قعدہ سنہ ۱۳۸۳ھ ۳ اپریل سنہ ۱۹۶۴ء | شمارہ ۴۵

نئی پود کی بے راہروی اور اخبارات کا کردار

ملک میں شائع ہونے والے اخبارات کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستانی صحافت ایک عجیب ڈگر پر چل نکلی ہے جو نہ صرف جذباتِ حیوانیت اور خواہشات نفسانی کو ابھارنے والی ہے بلکہ خلافِ اسلام ہے اور کچھ عرصہ تک قومی اخلاق و اطوار کا دیوالہ نکال کر رکھ دے گی۔ بظاہر تمام اخبارات مغربی تہذیب و تمدن اور اس کی تباہ کاریوں کا رونا روتے ہیں۔ اکثر مدیرانِ جرائد اس بات پر متفق ہیں کہ مغربی تعلیم، سینما بینی اور یورپین طرزِ معاشرت نے نئی پود کے اخلاق و کردار کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے اور ان کے تحریر کردہ اداریے اور شذرات اس بات پر شاہد ہیں لیکن فی الحقیقت خود اخبارات کا اپنا حال یہ ہے کہ وہ مغربیت کی تقلید میں اس حد تک آگے نکل گئے ہیں کہ ان کے اسلامی ہونے کا گمان ہی نہیں ہوتا —

سب جانتے ہیں کہ اسلام نے عورت کو بہت بلند مقام عطا فرمایا ہے اور اسے جنس بازاری بننے سے روکنے کے لئے اس پر پردہ کی پابندی عائد کی ہے پردہ اور اس کے حدود و قیود سے کتابوں کے اوراق بھرے پڑے ہیں مگر پاکستانی صحافت نے پردے کا پردہ چاک کر دیا ہے جس صفحہ پر دیکھو عورتوں کی تصاویر اور جس کالم میں دیکھو عورتوں کا تذکرہ اور سینما کے فحش اشتہارات نظر آئیں گے۔ موجودہ تہذیب نے عورت کو اس قدر سستا کر دیا ہے کہ بیت الخلاء سے لے کر محلات تک گھروں، لبوں، ریلوں اور دکانوں میں اور بال صفا پوڈر کے اشتہار سے لے کر اخبارات اور درسی کتب کے صفحات تک ہر جگہ عورت کی تصویر چھپی ہوئی دکھائی دے گی مگر افسوس کہ آج کی عورت اس پر خوش ہے اور نہیں سوچتی کہ وہ کس مقام رفیع سے گر کر پستی و ذلت کی انتہا تک پہنچ گئی ہے اور کس طرح اسے جنس بازاری بنا کر پیش کیا جاتا ہے مگر ہمیں حیرت اخبارات کے کردار پر ہے۔

بد قسمتی سے مالکان اخبار کاروباری نقطۂ نظر سے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ تصاویر اور سینما کے فحش اشتہارات کے بغیر اخبار مکمل ہی نہیں ہوتا اور اس طرح وہ اپنے پیٹ کا ایندھن بھرنے کی خاطر برائی کی ترویج اور بے حیائی و عریانی کی اشاعت کے مرتکب ہوتے ہیں — ہماری رائے میں رقص و سرود کی محفلیں ثقافتی شو، سینما بینی، فلمی ایکٹروں اور ایکٹرسوں کی فحش اور عریاں تصاویر اور ان کی بر سر بازار، سر راہ نمائش مخلوط تعلیم اور مغربی تعلیم کے زیر اثر طلباء طالبات کی آزاد روی یہ تمام چیزیں نئی پود کی بے راہروی کا واضح سبب ہیں اور ان سب کی نشر و اشاعت اخبارات کے ذریعہ ہی ہوتی ہے۔ اگر اخبارات یہ تہیہ کرلیں کہ وہ ان برائیوں کا قلع قمع کر کے رہیں گے اور بے حیائی کی ترویج و اشاعت ہرگز نہیں کریں گے تو معاشرہ کی اصلاح ہو سکتی ہے لیکن اگر بے حیائی کی نشر و اشاعت بھی ہوتی رہے، خلاف اسلام سرگرمیاں بھی جاری رہیں اور ساتھ ہی اشاعت ملی اور اشاعتِ اسلام اڈیشن بھی نکلتے رہیں تو اصلاح احوال مشکل ہی نہیں قطعی محال ہے —

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

اخبارات ملک و قوم کی آواز اور .... معاشرہ کی اصلاح کے ذمہ دار ہوتے ہیں معاشرہ کی خرابیوں کی نشاندہی کرتے اور ان کے لئے اصلاحات تجویز کرتے ہیں قوم کے دکھوں کا مداوا تلاش کرتے ہیں ملک و ملت کی بہبودی کے پیش نظر حکومت اور عوام کو مشورے دیتے ہیں لیکن اگر وہی لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کی عملی تفسیر ہوں تو پھر یہی مصرعہ ان کے حال پر صادق آئے گا ؎

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

مدیرانِ جرائد کو پہلی فرصت میں اپنی روش پر غور فرمانا چاہیئے —

خطبہ جمعہ ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۸۳ھ ۲۷ر مارچ ۱۹۶۴ء

تقویٰ شعار و پرہیزگار اور سچا مسلمان وہی ہے جو خالق و مخلوق سب کے حقوق ادا کرے

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!

بزرگانِ محترم!

گزشتہ جمعہ یہ بیان جاری تھا کہ اسلام نے معاملات اور معاشرات کے اہتمام پر بہت زیادہ زور دیا ہے یہاں تک کہ مسلمانوں کو غیر مسلموں سے بھی حُسنِ سلوک سے پیش آنے اور رواداری برتنے کی تلقین کی ہے رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

اِذَا جَآءَكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَاَكْرِمُوْهُ

جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار آئے تو اس کی تعظیم کرو۔ تذلیل نہ کرو، خصومت نہ کرو۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا زندگی بھر کا طرزِ عمل اس پر شاہد ہے کہ آپ نے ہمیشہ ہی اپنے مہمانوں کا حد درجہ احترام کیا اور ان کی تواضع میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی حال تھا۔ وہ اپنے یہودی پڑوسیوں تک ہدیہ دیا کرتے اور بیماری میں اُن کی عیادت کرتے تھے۔

حُسنِ معاشرت

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی امی) کو ایک یہودی کا قرضہ دینا تھا۔ اس نے مسجد میں آکر قرض کا تقاضا کیا۔ آپ کے پاس اس وقت کچھ موجود نہ تھا۔ آپ نے یہودی سے کہا کہ بھائی! پھر کسی وقت قرض وصول کر لینا۔ یہودی نے کہا کہ میں تو اسی وقت وصول کروں گا اور جب تک آپ قرض ادا نہ فرمائیں میں آپ کو یہاں سے ہلنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

اندازہ فرمائیے! اس حُسنِ معاشرت کا کہ رعیت کا ایک ادنیٰ فرد بھی کس بے باکی سے گفتگو کر رہا ہے اور آپ باوجود قدرت واختیار کے چیں بجبیں نہیں ہوتے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کچھ کہنا چاہا لیکن سید دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے روک دیا اور فرمایا۔

اِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا

صاحبِ حق کو تقاضے کا حق حاصل ہے

چنانچہ وہ یہودی بیٹھا رہا اور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کو بھی گھر نہ جانے دیا۔ آخر صبح کی نماز کا وقت ہوگیا۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد پھر یہودی کے تقاضہ کے احترام میں مسجد میں ہی بیٹھ گئے یہ دیکھ کر یہودی نے کہا کہ میں نے پیغمبر آخر الزمان (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صفات تورات میں پڑھی تھیں دوسری تمام صفات تو میں آپ کی ذاتِ اقدس میں مشاہدہ کر چکا تھا صرف صفتِ حلم کا امتحان باقی تھا سو وہ آج ہوگیا۔ واقعی آپ سچے نبی اور رسول ہیں یہ کہا اور

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر مسلمان ہوگیا

محترم حضرات!

ہمارے آقا و مولا سید دو عالم جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ خیر الناس من ینفع الناس

لوگوں میں سب سے بہتر انسان وہ ہے جو دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور دوسروں کی بہتری کے لئے مرمٹے۔ آپ نے یہ تعلیم دے کر دنیا پر ظاہر فرما دیا کہ اسلام اپنے ماننے والوں سے اس بات کا تمنائی ہے کہ وہ مخلوق خدا کو نفع پہنچائیں اور اور کوشش کریں کہ ان لوگوں سے لوگوں کو آرام وراحت پہنچے۔

قرآن عزیز

میں ارشاد باری ہے :-

وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○

اور احسان کرو بے شک اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

احسان کے معنی حسنِ سلوک اور نیکی کرنے کے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ تمام مخلوق خداوندی کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ اگر تم اللہ کی مخلوق سے محبت کا سلوک رکھو گے، ان کے حقوق کی رعایت کرو گے، لونڈی غلاموں اور جانوروں کو تکلیف نہ دو گے، ان سے شفقت کا برتاؤ کرو گے تو حق تعالےٰ شانہٗ بھی تمہیں محبت کی نگاہ سے دیکھیں گے اور تمہیں ازراہِ شفقت و محبت اپنے دوستوں کی فہرست میں شامل فرمالیں گے

لونڈی غلاموں کے حقوق

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی غلاموں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے بھائی تمہارے لئے خدا کا عطیہ ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ نے تمہارے ہاتھوں کے نیچے دبا رکھا ہے پس جس شخص کے ہاتھوں کے تلے اس کا بھائی ہو تو اُسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے اور اے لوگو! لونڈی غلاموں کو ایسے کاموں کی تکلیف نہ دو جو اُن سے نہ ہو سکیں اور انہیں تھکا کر بٹھا دیں۔ اگر ایسے کاموں کی تکلیف دو تو خود بھی ان کی مدد کرو یعنی ان کے ساتھ شریک ہوکر آقا بھی کام میں ان کا ہاتھ بٹائے۔

بہر حال اسلام نے مسلم و غیر مسلم اور لونڈی غلاموں سب کی رعایت کو ملحوظ رکھا اور ان کے حقوق متعین کئے ہیں اور مخلوق خدا کی نفع رسانی کو ہر حال میں پیش نظر رکھا ہے۔

ایک بزرگ کا واقعہ

منقول ہے کہ ایک بزرگ کے مرجانے کے بعد کسی نیک اور باخدا شخص نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا "خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ بزرگ نے جواب دیا کہ جب میں پروردگار کے سامنے حاضر ہوا تو ارشاد ہوا "دارِ دنیا کے عمل سے کون سی نیکی ساتھ لایا؟ میں نے کہا بار الہا! میں نے ستر حج پاپیادہ کئے" فرمایا کہ میں نے تو ایک حج بھی قبول نہیں کیا۔ پھر میں

نے عرض کیا "یا اللہ! میں نے تیری راہ میں سترؔ جہاد کئے" ارشاد ہوا کہ میں نے ان میں سے بھی کسی کو قبول نہیں کیا۔ یہ سن کر میں بہت گھبرایا۔ میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور مجھے یہ فکر دامن گیر ہوا کہ اب تو میں ضرور جہنم میں ڈال دیا جاؤں گا۔ مگر قربان جائیے اس ذاتِ وحدہ لاشریک کی شان رحیمی و کریمی کے۔ ارشاد فرمایا "جا! ہم نے فقط ایک نیکی کے عوض تجھ کو بخش دیا اور وہ نیکی یہ ہے کہ ایک دن تو کہیں جا رہا تھا راستے میں کانٹا پڑا ہوا تھا وہ تو نے محض.. ہماری رضا کے لئے اس خیال سے راستے سے ہٹا دیا تھا کہ کسی بندۂ خدا کو تکلیف نہ پہنچے۔

اندازہ کیجئے! مخلوق خدا کو نفع پہنچانے والے بارگاہِ ایزدی میں کس قدر محبوب و پسندیدہ ہیں کہ انہیں صرف راہ سے کانٹا ہٹا دینے کی بناء پر نجات کا پروانہ دے دیا جاتا ہے۔ یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ اسلام نے جہاں نفع رسانی کو ایک بہترین نیکی قرار دیا ہے وہاں یہ بھی بتلایا ہے کہ نیکی محض خدا کے لئے ہونی چاہیئے جس شخص کو نفع پہنچایا جائے اس سے کسی قسم کی امید نہ رکھی جائے نہ مدح وستائش کی اور نہ کسی عوض و معاوضہ کی۔ ورنہ یہ نیکی خدا کے لئے نہ ہوگی اور نہ اس کا کوئی آخرت میں اجر ملے گا۔ یہ نیکی خود غرضی ریاکاری اور دکھلاوے کے لئے ہوگی۔

غور فرمائیے! اسلام نے کس قدر عمدہ تعلیم نفع رسانی کی اپنے ماننے والوں کو دی ہے اور کتنا اونچا معیار نیکی کا قائم کیا ہے۔ جب کوئی شخص مخلوق خدا سے نیکی کرے گا، بندوں کی بھلائی کے لئے کوئی اقدام کرے گا اور اس کے دل و دماغ میں صرف یہی خیال اور یہی تصور ہوگا کہ میں یہ نیکی فقط حق تعالےٰ شانہٗ کی رضا جوئی کے لئے کر رہا ہوں تو اُس کے دل و دماغ میں مخلوق کی ناقدری و احسان ناشناسی سے کسی قسم کی کدورت پیدا نہ ہوگی اور نہ اس کے جذبۂ ایثار و قربانی میں مخلوق کی کسی دادوستائش یا مخالفت کے باعث کوئی کمی واقع ہوگی۔

بے مثال اصول

اگر دیکھا جائے تو اسلام نے یہ اصول قائم کر کے نیکی و بھلائی کی راہ میں حائل ہونے والی بہت بڑی رکاوٹ کو رفع کر دیا ہے اور اس سے ایک بہت بڑی قباحت کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ یہ ہم سب کا روزمرّہ کا مشاہدہ ہے کہ لوگ کسی سے نیکی کرنے کے بعد اس سے دادوستائش یا بدلے کے طالب ہوتے ہیں اور جب ان کا یہ مطالبہ اور نفس کی یہ خواہش کسی نہ کسی وجہ سے پورے نہیں ہوتے تو وہ ہر جگہ یہی کہتے نظر آتے ہیں "دیکھو جی! ہم تو فلاں شخص یا تمام مخلوق کے لئے مصیبتیں سہیں، ان کے کام آئیں، جان جوکھوں میں ڈالیں اور مخلوق ہمارے ساتھ یہ سلوک کرے ہماری بات ہی نہ سُنے اور ہمارا کوئی کام کر کے ہی نہ دے" وغیرہ وغیرہ —— ظاہر ہے اس صورت میں نیکی درحقیقت نیکی ہی نہ رہے گی بلکہ وہ سوداگری بن جائے گی اور ہر وقت یہی دھیان رہے گا کہ اگر کسی سے نفع کی امید ہو تو اس کو نفع پہنچایا جائے ورنہ اُسے نظر انداز کر دیا جائے اس طرح مخلوق خدا میں سے کمزور و ناتواں نوع شفقت واحسان اور حسنِ سلوک سے محروم ہو جائے گی اور رفتہ رفتہ دنیا سے نیکی کا خاتمہ ہو جائے گا —— چنانچہ اسلام سے سرے سے یہ جھگڑا ہی نہیں رکھا کہ کوئی نیکی کرے تو اس کے ساتھ نیکی کرو۔ یہ بھی نہیں کہا کہ فلاں سے نیکی کرو اور فلاں سے نہ کرو بلکہ حکم عام ہے کہ ساری مخلوق خدا کے ساتھ بلا امتیاز حسنِ سلوک اور احسان سے پیش آؤ — اسلام اپنے ماننے والوں سے سیدھی سی بات کہتا ہے کہ نیکی صرف اللہ کے لئے ہو، بھلائی کو بھلائی سمجھ کر کیا جائے اور یہ نہ دیکھا جائے کہ کس سے حسنِ سلوک کیا جا رہا ہے اور اس کے جواب میں اس کا طرزِ عمل کیا ہوگا۔ اس کا سیدھا اور صاف مطالبہ ہے کہ نیکی ہر حال میں نیکی ہے اور فقط اسے خدا کی خوشنودی کے لئے ہر حال میں جاری رہنا چاہیئے۔

ظاہر ہے جب نیکی کرنے والا کسی دادوستائش اور معاوضہ سے بے نیاز ہوگا اس کا دل صاف اور نفسانی خواہشات سے پاک ہوگا اور وہ خلوص و ایثار کی دولت سے مالا مال ہوگا تو اُسے کوئی طاقت نیکی سے باز نہ رکھ سکے گی۔

قرآنِ عزیز

میں ارشاد باری ہے حق تعالےٰ شانہٗ فرماتے ہیں

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذٰى۔

اے ایمان والو! تم اپنی نیکیوں اور صدقات کو احسان جتانے اور لوگوں کو تکلیف دینے سے خراب نہ کرو۔

غور فرمائیے! کس قدر پیارا اور دلنشین اندازِ بیان اور کیسی جامع نصیحت ہے اگر انسان اس پر کاربند ہوں تو کس خوبی و عافیت سے زندگی بسر ہو اور دنیا راحت و آرام کا گہوارہ بن جائے۔

غرض اسلام ہی نے دنیا کے سامنے بندگانِ خدا کی صحیح خدمت اور مخلوق کے حقوق کا مکمل تصور اور نقشہ پیش کیا ہے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اعلےٰ تعلیم اور عظیم الشان سیرت نے انسانوں میں ذوقِ عمل، جذبۂ ایثار و قربانی اور مخلوق خدا سے سچی محبت و ہمدردی کی روح پیدا کر کے دنیا پر احسان عظیم کیا جس کے شکریہ سے قیامت تک تمام دنیا کے انسان عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔

جانوروں کے حقوق

پھر آدمی تو خیر آدمی ہیں خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں پر بھی رحم کا حکم فرمایا ہے اور ان کے حقوق بھی بیان فرمائے ہیں چنانچہ شریعت اسلامیہ کا حکم ہے کہ جانوروں کو زیادہ نہ مارو، بھوکا نہ رکھو، تحمل سے سے زیادہ کام نہ لو اور ان پر زیادہ بوجھ نہ لادو۔

بنی اسرائیل کی ایک عورت کا قصہ

حدیث شریف میں مذکور ہے کہ اُس نے ایک بلّی کو باندھ رکھا تھا۔ نہ تو اسے چھوڑتی تھی اور نہ کچھ کھانے کو دیتی تھی چنانچہ اس جرم کی پاداش میں اللہ تعالےٰ نے اُسے جہنم میں ڈال دیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس اس کا عذاب دیا جاتا دوزخ میں دیکھا۔

اللہ اکبر! ایک بلّی کے ستانے پر اس عورت کو عذاب ہوا اور جانور کو تکلیف پہنچانے کی پاداش میں اُسے جہنم کا ایندھن بننا پڑا —— (اللھم لاتجعلنا منھم)

لیکن ہماری یہ حالت ہے کہ عام انسانوں اور عام مسلمانوں کا تو کیا ہم اپنے حقیقی بھائیوں تک کے حقوق کا خیال نہیں کرتے انہیں تکلیف پہنچانے پر کمربستہ رہتے ہیں،

باقی بر صـ ۱۷

مجلس ذکر ۱۰ ذیقعدہ سنہ ۱۳۸۳ھ ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۶۴ء

عافیتیں کن کیلئے مخصوص ہیں؟

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد

ایک خطبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عافیت دس باتوں میں ہے پانچ تو دنیا کے لئے مخصوص ہیں اور پانچ آخرت کے وقت ہیں۔ دنیاوی عافیتیں یہ ہیں۔

(۱) وہ علم جو نیکی اور برائی میں تمیز کرائے اللہ تعالےٰ تک پہنچائے اور انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنائے اور وہ علم فقط قرآن و حدیث کا علم ہے اللہ اور اس کے رسول کے دین کا علم ہی حقیقی علم ہے اور باقی سب علوم مجازی ہیں مثلاً طب، ریاضی سائنس وغیرہ۔

(۲) عبادت (۳) رزق حلال (۴) مصیبت پر صبر (۵) ہر نعمت پر شکر

اور آخرت کی عافیت یہ ہے کہ:۔

(۱) ملک الموت شفقت و رحمت سے پیش آئے (۲) منکر و نکیر نہ ڈرائیں (۳) بڑی دہشت سے امن ملے (۴) برائیاں مٹا دی جائیں اور نیکیاں قبول ہوں (۵) پلصراط پر چمکدار بجلی کی طرح گذر ہو اور جنت میں سلامتی سے داخلہ ہو۔

محترم حضرات یاد رکھیئے!

آخرت کی عافیتیں ان کو ہی ملیں گی۔ جن کے دل میں خوف خدا ہو گا۔ جو عبادت اور ذکر اللہ میں مشغول رہتے ہوں گے۔ بد دیانتی، بے ایمانی دھوکہ بازی، نفسانی خواہشات و لذات اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہوں گے لیکن آج کل مسلمانوں کی حالت بہت نازک ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے قانون کو پس پشت ڈال رکھا ہے میلوں عرسوں میں بڑھ چڑھ حصہ لیتے ہیں۔ جو کہ شرعاً بالکل ممنوع ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمانو کے لئے دو عیدیں مقرر کی ہیں۔ اس دن اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتے ہیں اور خوشی کا دن مناتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے لئے خوشی کا دن جمعۃ المبارک ہے لیکن آج مسلمان اپنے مقرر کردہ میلوں میں شریک ہوکر فضول خرچیاں کرتے ہیں۔ نہ نماز کی پرواہ ہوتی ہے۔ نہ کسی اور دوسرے نیک عمل کی،

میں ان حکام اور علماء سے پوچھتا ہوں جو قربانی کو ترک کر کے ڈسپنسریاں اور رفاہ عامہ کے کام بنانے کے لئے کہتے ہیں۔ کیا ان میلوں اور عرسوں میں روپیہ ضائع نہیں ہوتا۔ جب کوئی غیر ملکی سربراہ آتا ہے۔ تو کیا ان کی تعظیم و تکریم کے لئے ہزاروں روپیوں کی جھنڈیاں اور آتش بازی جلانے سے روپیہ ضائع نہیں ہوتا ان کی آنکھیں ان معاملات میں کیوں بند ہیں اور اس سلسلے میں زبانیں کیوں گنگ ہیں قربانی جو کہ دینی فریضہ ہے۔ اس کو بند کرنے کی بجائے وہ سگریٹ نوشی، سینما بینی چکلے، شراب نوشی کی لعنت کو کیوں بند نہیں کرواتے۔ آخر ان معاملات پر بھی انہیں غور کرنا چاہیئے۔ جب تک ہمارے منہ میں زبان ہے ہم تو حق کہتے ہی رہیں گے۔ آپ کو سمجھاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو زیادہ ہنستا ہے اس کو دس مصیبتوں کا سامنا کرنا ہو گا۔

(۱) اس کا دل مردہ ہو جائے گا۔
(۲) چہرے کی رونق ختم ہو جائیں گی۔
(۳) شیطان اس سے خوش ہو گا۔
(۴) رحمٰن کا غصہ اس پر ہو گا
(۵) قیامت میں اس کا وقار کم ہو گا۔
(۶) قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اعراض فرمائیں گے
(۷) فرشتے لعنت کریں گے
(۸) آسمان اور زمین والے اس سے بغض رکھیں گے
(۹) ہر چیز بھول جائے گی
(۱۰) قیامت میں رسوائی ہو گی

لہذا بزرگو اور بھائیو! بہت زیادہ ہنسنا نہ چاہیئے کہ اس میں نقصانات زیادہ ہیں اور فائدہ کوئی نہیں۔

بعض ڈاکٹر کہتے ہیں کہ زیادہ ہنسنے سے پھیپھڑوں میں ہوا تازہ جاتی ہے۔ جو دق کے مریض کو مفید ہوتی ہے لیکن یہ خام خیالی ہے۔ مسکرانا اسلام نے بھی بند نہیں کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کے لئے اذان کی نصیحت فرمائی ہے۔ اذان دینے سے بھی پھیپھڑے پھولتے ہیں اور تازہ ہوا داخل ہوتی ہے اور اجر بھی ملتا ہے

اللہ تعالےٰ ہم سب کو نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حیاتِ طیبہ

محمد شفیع عمر الدین دکھنہ

ہر سلیم فطرت انسان کی یہی تمنا ہے، کہ اسے دنیاوی زندگی میں ہر طرح کا چین اور آرام میسّر ہو - اور مرنے کے بعد والی دائمی زندگی بھی پاکیزہ اور پُرسرور رہے۔

اس مقصد کے حصول کے لئے اسے قرآن کریم میں تجویز کردہ دستور العمل کے مطابق یہ چار روزہ زندگی گزارنی چاہیئے ورنہ یاد رہے بقول حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ:- مال و دولت کی فراوانی، بچوں کی کثرت یا حکومت کی عیش و عشرت میں وہ اطمینان نہیں ہے جو اللہ کی یاد میں ہے۔ والد مرحوم کہا کرتے تھے کہ میاں صاحب اور بیگم صاحبہ نے اندر خانے کے بھید معلوم کئے گئے تو دنیا داروں کے سینوں میں چھلنی کے چھیدوں سے زیادہ چھید ہیں۔ بلکہ بعض تو خودکشی کرنے کو تیار ہیں۔ اللہ کے نام کی بڑی برکتیں ہیں دنیا و آخرت کی کامیابیوں کے راز اسی میں مضمر ہیں — (مجلس ذکر ۱۸ رمئی ۱۹۶۳ء دیکھیں خدام الدین ۱۹ جولائی ۱۹۶۳ء)

قرآن کریم کا تجویز کردہ دستور العمل

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (النحل آیت ۹۷ - رکوع ۱۳)

ترجمہ! جس نے نیک کام کیا، مرد ہو یا عورت، اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اُسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے جو ان اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے —

(۱) حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی قدس سرہ کا حاشیہ

"رضائے الٰہی کے طالبعلموں کو دُنیا میں بھی اچھی زندگی بسر کرنے کا موقعہ ملے گا۔ اور ان کے اعمالِ صالحہ کی برکت سے آخرت میں بھی جزائے خیر نصیب ہوگی"

(۲) فتح الرحمٰن میں ہے: یعنی در دنیا نعمت دہیم" (دنیا میں نعمتیں دیں گے)

(۳) موضح القرآن میں ہے:- اچھی زندگی قیامت میں یا دیں گے یا دنیا میں اللہ کی محبت میں اور لذت میں۔

(۴) تفسیر ابن کثیرؒ میں حیاتِ طیبہ سے یہ باتیں مراد لی گئی ہیں:-

(۱) اس جہان میں زندگی کا راحت سے گزرنا

(۲) پاک و حلال روزی کا ملنا

(۳) بندے کا پاک و حلال روزی پر راضی اور قانع رہنا۔

(۴) نیک اعمال بجا لانے کی ہمت عطا ہونا اور ان کی بجا آوری کے لئے سینہ کا کشادہ ہونا

(۵) حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

"اوپر کی آیت میں صابرین اور ایفائے عہد کرنے والوں کا ذکر تھا۔ یہاں تمام

اعمالِ صالحہ

کے متعلق عام ضابطہ بیان فرماتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ جو کوئی مرد یا عورت نیک کاموں کی عادت رکھے بشرطیکہ وہ کام صرف صورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً... نیک ہوں یعنی ایمان اور معرفتِ صحیحہ کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں، تو ہم اس کو ضرور پاک ستھری اور مزیدار زندگی عنایت کریں گے — مثلاً

دنیا میں حلال روزی قناعت و غنائے قلبی سکون و طمانیت ذکر اللہ کی لذت حب الٰہی کا مزہ، ادائے فرض عبودیت کی خوشی، کامیاب مستقبل کا تصور، تعلق مع اللہ کی حلاوت جس کا ذائقہ چکھ کر ایک عارف نے کہا تھا

؎ چوں چتر سنجری رُخِ بختم سیاہ بود
در دل اگر بود ہوسِ ملکِ سنجرم
زانگہ یافتم خبر از ملکِ نیم شب!
من ملکِ نیم روز بیک جو نمی خرم

سچ ہے۔

"اَهْلُ اللَّيْلِ فِيْ لَيْلِهِمْ اَلَذُّ مِنْ اَهْلِ اللَّهْوِ فِيْ لَهْوِهِمْ"

اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا اگر سلاطین کو خبر ہو جائے کہ شب بیداروں کو رات اٹھنے میں کیا لذت و دولت حاصل ہوتی ہے تو اُسے چھیننے کے لئے اسی طرح لشکر کشی کریں جیسے ملک گیری کے لئے کرتے ہیں بہر حال مومن قانت کی پاک اور مزیدار زندگی یہیں سے شروع ہو جاتی ہے۔ قبر میں پہنچ کر اس کا رنگ اور زیادہ نکھر جاتا ہے۔ آخرت کی انتہا اس حیات طیبہ پر ہوتی ہے۔ جس کے متعلق کہا ہے۔

"حَيَاةٌ بِلَا مَوْتٍ
وَغِنًى بِلَا فَقْرٍ
وَصِحَّةٌ بِلَا سُقْمٍ
وَمُلْكٌ بِلَا هَلَاكٍ
وَسَعَادَةٌ بِلَا شَقَاوَةٍ —"

رَزَقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِفَضْلِهٖ وَمَنِّهٖ اِيَّاهَا

تنبیہ:- اس حدیث نے بتلا دیا کہ قرآن کی نظر میں عورت اور مرد کی نیکی اور کامیابی کا ایک ہی ضابطہ ہے یعنی عورت اور مرد بلا امتیاز اپنے اپنے حسبِ حال نیکی کر کے پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں"

(۶) حیاتِ طیبہ سے یہ مراد نہیں کہ اس کو فقر یا مرض کبھی نہ ہوگا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اطاعت کی برکت سے اس کے قلب میں ایسا نور پیدا ہوگا جس سے وہ ہر حال میں شاکر و صابر اور رضا و تسلیم سے رہے گا اور اصل جمعیت کی یہی رضا ہے"

(بیان القرآن حضرت مولانا تھانویؒ)

دو اصول

اچھی زندگی کے حصول کے لئے دو اصول اس آیت میں مذکور ہیں۔

(۱) ایمان — اور — (۲) عمل

یعنی اول۔ اللہ تعالےٰ پر ایمان لائیں اور حضرت سیدنا خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔

دوم۔ اعمال صالحہ بجا لائیں۔ ایمان لانے کے بعد ہر مسلمان کو اپنے ایمان کا ثبوت عملی طور پر دینا چاہیئے اور وہ یہ کہ اعمالِ صالحہ بجا لائیں۔

اعمال صالحہ ان اعمال کو کہتے ہیں جو قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوں۔

اعمال صالحہ میں اول فرائض کو ترجیح دینی چاہیئے۔ اور سب فرائض بڑی ہمت کے ساتھ بجا لاتے رہنا چاہیئے۔ مثلاً پنجوقتہ نماز ہر مسلمان پر فرض ہے اسے چاہیئے کہ سب ارکان بجا لا کر مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز ادا کرتا رہے عورتیں اپنے گھروں میں اول وقت پر ادا کریں۔ ماہِ رمضان کے روزے فرض ہیں انہیں باقاعدہ رکھیں فریضہ زکوٰۃ

باقاعدہ دیتے رہیں۔ اگر زادِ راہ میسر ہو تو حج بیت اللہ شریف (جو عمر میں ایک بار فرض ہے)، سے بلا تاخیر سبکدوش ہو جائیں ...... اس کے بعد نفلی عبادات حسب توفیق بجا لائیں۔

اعمالِ صالحہ بجا لانے میں اس بات کا خیال رکھیں کہ ہر عمل سنتِ نبوی ص کے مطابق کیا جائے۔ جو عمل سنت کے مطابق کیا جائے اس کے قبول ہونے کی بڑی امید ہے اور ایسا عمل بہت بڑے اجر اور ثواب کا ذریعہ ہے۔ اس کے برعکس بدعت کے کام میں کسی قسم کی خیر و خوبی کی توقع نہیں رکھی جا سکتی ــــ

حدیث:۔ عَمَلٌ قَلِيْلٌ فِي سُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ عَمَلٍ كَثِيْرٍ فِي بِدْعَةٍ (الجامع الصغیر سیوطی رح)

ترجمہ! تھوڑا عمل جو سنت (رسول اللہ) کے مطابق ہو اس زیادہ عمل سے بہتر ہے جو بدعت ہو (سنت کے مطابق نہ ہو)

مکتوباتِ معصومیہ کی ایک ہدایت

"جبکہ ہمارے بزرگوں کا طریقہ سنت کی تابعداری اور بدعت سے اجتناب ہے (تو ہمارا فرض ہے کہ) جب اہل اللہ کی صحبت میسر ہو جائے تو سنت کی پیروی کریں اور اس میں استقامت سے کام لیں۔ وہ سنتیں جو لوگوں نے چھوڑ رکھی ہیں انہیں زندہ کریں

حدیث میں ہے:۔
مَنْ اَحْيٰى سُنَّتِيْ بَعْدَ اُمِيْتَتْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ ــ

(جس نے میری اس سنت کو زندہ کیا جو فوت ہو چکی ہو اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا)

اور سنت کو زندہ کرنے، کا مطلب یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور اسے بلند کیا جائے۔ اور اس کا بلند کرنا یہ ہے کہ دوسروں کو سمجھایا جائے کہ وہ بھی اس پر عمل کریں ترقی اور قربِ الٰہی کے سب مراتب سنت کی پیروی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہ آیت کریمہ اس معنی پر شاہد ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (آل عمران آیت ۳۱)

ترجمہ! کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، تاکہ اللہ تم سے محبت کرے۔

اور بدعت سے دور رہیں۔ اور اس سے کنارہ کشی کریں۔ اور بدعتیوں کے ساتھ میل جول نہ رکھیں۔ اور انہیں اپنی مجلس میں جگہ نہ دیں۔ اور حدیث میں ہے

اَهْلُ الْبِدْعَةِ كِلَابُ اَهْلِ النَّارِ
(بدعتی دوزخیوں کے کتے ہیں)، اور اپنا وقت مسنونہ طاعات اور وظائف اور اذکار اور دعاؤں میں صرف کریں جو احادیث کی کتابوں میں مذکور ہیں ــ"

مکتوباتِ معصومیہ جلد سوم۔ مکتوب ۱۵

حاصلِ کلام

ہمیں چاہئے کہ بڑی ہمت کرکے ہر عمل سنتِ مطہرہ کے مطابق کریں۔ اور نہایت اہتمام کے ساتھ بدعات سے بچیں غیر شرعی لوگوں اور بے دینوں کی گمراہ کن روش اختیار کرکے اپنی زندگیاں تاریک اور مکدر نہ کریں ــ

باعمل ایمانداروں کے لئے بشارت

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝ (الرعد آیت ۲۹)

ترجمہ! جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے خوشخبری ہے اور اچھا ٹھکانا ہے۔

انہیں جنت عطا ہو گی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ــ

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور ان لوگوں کو خوشخبری دے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کے لئے باغ ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جب انہیں وہاں کا پھل کھانے کو ملے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں اس سے پہلے ملا تھا۔ اور انہیں ہم شکل پھل دیئے جائیں گے اور ان کے ہاں وہاں پاکیزہ عورتیں ہوں گی اور وہیں ہمیشہ رہیں گے

حدیث

طُوْبٰى لِمَنْ اَسْلَمَ وَكَانَ عَيْشُهٗ كَفَافًا (الجامع الصغیر سیوطی رح)

اس شخص کے لئے بہتری ہے جو مسلمان ہوا اور اسے بقدرِ ضرورت روزی ملی

حدیث

طُوْبٰى لِمَنْ هُدِيَ لِلْاِسْلَامِ وَكَانَ عَيْشُهٗ كَفَافًا (الجامع الصغیر سیوطی رح)

اس شخص کے لئے بہتری ہے جسے اسلام کی ہدایت ملی، اور بقدر ضرورت روزی ملی اور اس روزی پر اس نے قناعت کی۔

حضرت سہل بن عبداللہ التستری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایمان کسے کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا۔

(۱) قول (۲) عمل (۳) نیت (۴) اور سنت (ایمان کا جزو ہیں) اگر ایمان کا صرف زبانی دعویٰ بلا عمل ہو تو یہ کفر ہے اگر قول و عمل بغیر صحیح نیت اور اخلاص کے ہو تو یہ نفاق ہے اور اگر قول، عمل اور سنت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق نہ ہوں تو یہ بدعت ہے

(کتاب الایمان امام ابن تیمیہؒ ص ۱۴۳)

بقیہ: حج اور اس کی اہمیت

محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص یادگاریں اب تک موجود ہیں ایمان والوں کو جو لذت و دولت حاصل ہوتی ہے وہ بھی اس دنیا میں جنت ہی کی نعمت ہے۔ پھر مدینہ طیبہ میں روضۂ اقدس کی زیارت اور حضورؐ کی مسجد شریف میں نمازیں پڑھنا اور براہ راست حضور علیہ السلام سے مخاطب ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کرنا، طیبہ کی گلیوں میں اور وہاں کے جنگلوں میں پھرنا وہاں کی ہوا میں سانس لینا اور وہاں کی مقدس زمین اور ہوا میں بسی ہوئی خوشبو سے دماغ کا معطر ہونا اور حضورؐ کو یاد کرکے شوق و محبت میں خوش ہونا، کبھی ہنسنا اور کبھی رو پڑنا یہ وہ لذتیں ہیں جو حجاج کو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ پہنچ کر نقد حاصل ہوتی ہیں۔ بشرطیکہ اللہ تعالےٰ بندے کو اس قابل بنا دے کہ وہ ان لذتوں کو محسوس کر سکے آؤ سب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل و کرم سے یہ لذتیں اور دولتیں ہم کو نصیب فرمائے۔ (آمین)

حج اور اُس کی اہمیّت

قاری فیوض الرحمٰن گورنمنٹ ڈگری کالج ایبٹ آباد۔ ہزارہ

حج کی فرضیت

مذہب اسلام کا پانچواں رکن حج ہے۔ قرآن کریم میں حج کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ ۝

ترجمہ! اور اللہ کے واسطے بیت اللہ شریف کا حج کرنا فرض ہے ان لوگوں پر جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور جو لوگ نہ مانیں تو اللہ تعالےٰ بے نیاز ہے سب دنیا سے" سورہ آل عمران رکوع نمبر ۱۰۔

اس آیت کریمہ میں حج کی فرضیت کا اعلان بھی فرمایا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی تبلایا گیا ہے کہ وہ صرف ان لوگوں پر فرض ہے جو وہاں پہنچنے کی طاقت و حیثیت رکھتے ہوں۔ اور آیت کے آخری حصہ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے حج کرنے کی استطاعت اور طاقت دی ہو اور وہ ناشکری سے حج نہ کریں (جیسے کہ آج کل کے بہت سے مالدار نہیں کرتے) تو اللہ تعالیٰ سب سے بے نیاز اور بے پرواہ ہے۔ اس لئے ان کے حج نہ کرنے سے اس کا تو کچھ نہیں بگڑے گا، البتہ اس ناشکری اور کفرانِ نعمت کی وجہ سے ناشکرے بندے خود ہی اس کی رحمت سے محروم رہ جائیں گے اور ان کا انجام خدا نخواستہ بہت بُرا ہوگا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں ہے۔

"جس کسی کو اللہ نے اتنا دیا ہو کہ وہ حج کر سکے لیکن اس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو کوئی پروا نہیں ہے کہ خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر"

بھائیو! اگر ہمارے دلوں میں ایمان و اسلام کی کچھ بھی قدر ہو، اللہ اور اس کے رسول ؐ سے کچھ بھی تعلق ہو تو اس حدیث کے معلوم ہو جانے کے بعد ہم میں سے کسی ایسے شخص کو حج سے محروم نہ رہنا چاہیئے جو وہاں پہنچ سکتا ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے درمیان ایک خطبہ پڑھا اور فرمایا "اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا، ایک صحابی رضؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہر سال؟" آپ نے سکوت فرمالیا، اس صحابی نے تین بار یہی سوال کیا، بعد میں آپ نے ارشاد فرمایا "اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج ادا کرنا پڑتا اور یہ تم پر دشوار ہوتا۔" (مسلم شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "جب کوئی شخص حج کا ارادہ کر لے تو اُسے بہت جلدی کرنا چاہیئے کیونکہ بسا اوقات انسان بیمار ہو جاتا ہے یا خرچ کم ہو جاتا ہے" (ابن ماجہ شریف)

حج کا اجمالی مفہوم

اللہ پاک کے ساتھ انسان کا تعلق دو طرح کا ہے ایک بندگی اور غلامی کا دوسرا عشق و محبّت کا۔ بندہ نماز میں ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھ کر اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتا ہے اور روزہ میں کھانے پینے اور اپنے آپ کو خواہشات سے روک کر اپنی بندگی کا ثبوت دیتا ہے اور اسی طرح زکوٰۃ ادا کر کے مالی قربانی کے ذریعہ اپنی غلامی کا اقرار کرتا ہے۔

اللہ پاک کے ساتھ انسان کا دوسرا تعلق عشق و محبّت کا ہے۔ اس عشق و محبت کی تسکین کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے چاہنے والوں کو اپنے گھر کی طرف بلایا اور حکم دیا کہ ہم پر ایمان رکھنے والے ہر کونے سے پروانہ وار... بیت اللہ کے ارد گرد جمع ہوں، اور ایک دل اور ایک زبان ہو کر اس گھر کے چاروں طرف طواف کریں اور جو شخص جس قدر ہماری محبت میں پریشان حال اور زیادہ غبار آلود ہوگا اسی قدر وہ ہمارے نزدیک زیادہ محبوب ہوگا

حج کی فضیلتیں اور برکتیں

بہت سی حدیثوں میں حج کی اور حج کرنے والوں کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں یہاں صرف چند ایک درج کی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا حج اور عمرہ بار بار کیا کرو۔ کیونکہ ان دونوں کا بار بار کرنا مفلسی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح آگ لوہے کے میل کو صاف کر دیتی ہے" (ابن ماجہ شریف)

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالےٰ کے خاص مہمان ہیں، وہ اللہ سے دعا کریں تو اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور مغفرت مانگیں تو ان کو بخش دیتا ہے (ابن ماجہ)

(۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بوڑھوں اور عورتوں کا جہاد حج ہے۔" (ابوداؤد شریف)

(۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت چاہی تو آپؐ نے اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا "اے عمرؓ! ہم کو دعا کے وقت نہ بھولنا اور اس میں ہمیں بھی شریک رکھنا۔" (ابن ماجہ شریف)

(۵) جو شخص حج کرے اور اُس میں کوئی فحش اور بیہودہ حرکت نہ کرے، اور اللہ کی نافرمانی نہ کرے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر واپس آئے گا جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت بالکل بے گناہ تھا۔"

ایک اور حدیث میں اس طرح ہے کہ "حج مبرور (یعنی وہ خلوص کے ساتھ ادا کردہ حج جو بالکل ٹھیک ٹھاک اور ہر قسم کی برائی و خرابی سے پاک ہو) تو اس کی جزا صرف جنت ہی ہے۔"

حج کی لذتیں

حج کی برکت سے گناہوں کی معافی اور جنت کی نعمتیں جو حاصل ہوتی ہیں وہ تو انشاء اللہ پوری طرح آخرت میں ملیں گی۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی خاص تجلّی گاہ اور اس کے انوار کے خاص مرکز بیت اللہ شریف کو دیکھ کر اور مکہ معظمہ کے ان خاص مقامات پر پہنچ کر جہاں حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی اور ہمارے نبی و رسول سیدنا

باقی بر صفحہ ۸

انسانی فطرت کی خصوصیات

انسان اللہ تعالیٰ کی افضل ترین لیکن اضعف ترین مخلوق ہے

میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ ۔ لاہور

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۙ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ۙ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۡ ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَھُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ؕ

(پ ۳۰ سورۃ التین)

ترجمہ! انجیر اور زیتون کی قسم اور طور سینا کی اور اس شہر (مکہ) کی جو امن والا ہے بے شک ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے پھر ہم نے اسے سب سے نیچے پھینک دیا ہے مگر جو ایمان لائے اور نیک کام کئے سو ان کے لئے تو بے انتہا بدلہ ہے۔

اللہ تعالےٰ نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا۔ بہترین سانچے میں ڈالا ظاہری اور باطنی خوبیاں اس میں جمع کر دیں خلیفۃ اللہ بنا کر دنیا میں بھیجا اور مسجودِ ملائکہ بنایا انسان کے تناسب اجزاء کو دیکھا جائے تو عقل حیران رہ جاتی ہے۔ دوسرے حیوانات کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھا جائے تو قدرت حق کا تماشہ نظر آتا ہے۔ باطنی طور پر بھی اللہ تعالےٰ نے اس کو کیسی کیسی قوتیں عطا فرمائیں۔ اپنی صفات عالیہ سے اس کو حصہ عطا فرمایا اور اس کو سمیع و بصیر، مدبر و حکیم اور گویا بنا دیا باطنی لحاظ سے انسان ایک عجیب مجموعہ ہے اور تمام عالم کا نمونہ ہے۔ دنیا میں آ کر اگر انسان اپنی خداداد عقل سے کام لیتا اور صحیح فطرت پر ترقی کرتا تو فرشتوں سے بھی سبقت لے جاتا۔ لیکن لذّات و شہواتِ دنیا نے اس کے کانوں کو بہرہ اور آنکھوں کو اندھا کر دیا اور اس نے باوجود استعداد کے تحصیلِ کمالات میں کوشش نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے کرتوتوں اور بداعمالیوں کے باعث سب سے نیچے پھینک دیا گیا اور حیوانات سے بھی فروتر ہو گیا۔ لیکن جنہوں نے اپنی قوت نظریہ و عملیہ کو درست کر لیا اور اپنی پیدائش کے مقصد کو مدّنظر رکھا اور اچھے کام کئے ان کے لئے بے انتہا بدلہ ہے۔

انسان فطرت کے رازہائے گرانمایہ کا لامحدود گنجینہ ہے جس کے متعلق قرآن کریم میں مختلف مقامات پر مختلف پیرائے میں اشارہ کیا گیا ہے اس سلسلہ میں سب سے پہلی چیز خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا - کی مشہور آیت کا مفاد ہے۔ جسمانی توانائیوں میں اس غریب انسان کا دوسرے جانداروں سے مقابلہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ انسان کی پیدائش کس بے سروسامانی اور بے نوائی کی حالت میں ہوتی ہے۔ دوسرے جانور، اون، بال کھر، پر، بازو اور سینگ وغیرہ لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی ہر ایک جانور اپنی چادر اوڑھنا، بچھونا اپنا لباس اور بوٹ جوتا وغیرہ لے کر ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ لیکن غریب انسان ایک زندہ لوتھڑا لیکن بالکل ننگا اور ہر قسم کے سامان سے خالی پیدا ہوتا ہے۔ جبد جو لے کر آتا ہے۔ وہ اتنا نازک اور ناتواں، حسّاس اور اثر پذیر ہوتا ہے کہ اپنے طبعی مسکن (کرۂ ہوا) کے موسموں کی معمولی شدت کا مقابلہ بھی آسانی سے نہیں کر سکتا دوسرے جانوروں کا مسکن بھی وہی ہے لیکن موسمی تکالیف سے بچنے کے لئے ان کو کسی دردسر کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ایک مرغی کے بچے کو مہینے دو مہینے تک ماں کی نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے انسان کے سوا باقی سب جانوروں کا ضعف بہت کم مدت میں قوت کے انتہائی مدارج تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن انسان کو اپنی معاش کے متکفل ہونے کے لئے کم از کم پندرہ سال لگتے ہیں۔ دوسرے جانوروں کو ماں باپ کی نگرانی سے الگ ہو کر کسی دوسرے کی حاجت نہیں رہتی ہر ایک اپنی اپنی خود مکتفی زندگی گزارتا ہے اور آخری دم تک اپنی قوت سے خود کما کر کھاتا ہے۔ لیکن خدا خدا کر کے انسان کے ضعف کا ازالہ برسوں کے بعد ہوتا ہے پھر چڑھتی جوانی کی بہار قابل دید ہوتی ہے۔ پھر تھوڑے ہی عرصے کے بعد جوانی ختم ہو جاتی ہے اور بڑھاپا آ جاتا ہے انسان کے اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں نہ اچھی طرح چل پھر سکتا ہے اور نہ اپنی ضروریات کا خود کفیل ہو سکتا ہے۔ بیٹے بیٹیوں پوتے اور پوتیوں کا محتاج اور دست نگر ہو جاتا ہے جس طرح شروع میں ماں باپ کا محتاج تھا اسی طرح بڑھاپے میں بھی دوسروں کا محتاج ہوتا ہے اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّۃً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّۃٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَۃً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَھُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ (پ ۲۱ الروم آیت ۵۴)

ترجمہ! اللہ ہی ہے جس نے تمہیں کمزوری کی حالت سے پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد قوت عطا کی، پھر قوت کے بعد ضعف اور بڑھاپا بنایا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہی جاننے والا قدرت والا ہے

یعنی بچہ پیدائش کے وقت بےحد کمزور و ناتواں ہوتا ہے پھر آہستہ آہستہ قوت آنے لگتی ہے۔ حتیٰ کہ جوانی کے وقت قوت انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ پھر ڈھلنے لگتی ہے اور کمزوری کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں جس کی آخری حد بڑھاپا ہے اس وقت اعضا ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور قویٰ معطل ہونے لگتے ہیں۔ انسان زیادہ بوڑھا ہو کر دیکھنے اور چلنے پھرنے سے معذور ہو جاتا ہے۔ جس طرح بچپن میں کمزور و ناتواں اور دوسروں کے سہارے کا محتاج تھا بڑھاپے میں پھر اسی حالت کی طرف پلٹا دیا جاتا ہے۔ جس کے متعلق حق تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ نُّعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ فِی الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ۝ (سورہ یٰس آیت ۶۸)

ترجمہ! اور ہم جس کی عمر زیادہ کرتے ہیں بناوٹ میں اُسے الٹا گھٹاتے چلے جاتے ہیں کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے

انسان کبھی نہیں چاہتا کہ قوت کے بعد

اس پر ضعف آئے اور تمام اعضاء بیکار ہو کر بچپن کی سی حالت پیدا ہو جائے لیکن خالق الخلق عزّ اسمہٗ کے ارادے کے سامنے کسی کی مجال نہیں۔

بڑھاپے میں انسان کے مضبوط اور لمبے لمبے ہاتھ پھولی ہوئی اور اکڑی ہوئی گردن مچھلیاں نکلے ہوئی بازو قوت اور زور سے بھری ہوئی چھاتی اور پیٹھ اور رانوں سے جکڑی ہوئی ٹانگیں بتدریج گھٹتے گھٹاتے اور گھلتے گھلاتے ایک لپٹی ہوئی گٹھڑی کی شکل میں بدل جاتی ہیں وہ گوشت کا زندہ لوتھڑا جو شروع میں تھا آخر میں بھی وہی بلکہ اس سے بھی بدتر ہو جاتا ہے ابتدائی لوتھڑے پر تو لوگوں کو پیار آتا تھا لیکن اس جھری پڑے ہوئے کانپنے والے اور تھرتھرانے والے مضغۂ گوشت کو دیکھنے سے نگاہ کو دکھ پہنچتا ہے اور طبیعت بگڑ جاتی ہے۔ آخر وہ گھڑی جس کا آنا قطعی اور یقینی ہے آ پہنچتی ہے۔ دل چلتے چلتے ٹھہر جاتا ہے، آنکھیں دیکھتے دیکھتے بے نور ہو جاتی ہیں، ہاتھ پاؤں بے حس ہو جاتے ہیں، بیوی بچے اور احباب و اقربا مرنے والے کی جدائی پر چند روز آنسو بہا کر خاموش ہو جاتے ہیں اور انسان کا نام زندوں کی فہرست سے خارج کر کے مُردوں کی فہرست میں درج کر دیا جاتا ہے۔ پھر اس کو غسل دیا جاتا ہے اور آرائشوں سے بھری ہوئی دنیا کی طرف سے آخری لباس پہنا کر اس کے نئے مکان یعنی قبر میں رکھ کر اوپر مٹی ڈال دی جاتی ہے۔ پھر اس مکان میں کوئی بھی نہیں پوچھنے آتا کہ کیا حال ہے۔

یہ ہے انسان کی دنیوی زندگی کا خلاصہ ابتدا میں ایک جاندار گوشت کا لوتھڑا پھر تھوڑے دن جوانی کی بہار وہ بھی نصیب ہو یا نہ پھر وہی گوشت کا زندہ لوتھڑا۔ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے سے گود میں پہنچنے تک کے سارے عرصے میں ہر وقت اپنے پیٹ میں گندگی اٹھائے پھرتا ہے۔ انسان اگر اپنی پیدائش میں غور کرتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ وہ کس چیز سے پیدا ہوا تھا۔ ایک ناچیز اور بے قدر قطرۂ آب سے جس میں حسن شعور اور عقل و ادراک کچھ نہ تھا سب کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ جس کی حقیقت یہ ہو کیا اس کے لئے زیبا ہے کہ خالق و منعمِ حقیقی تو اس پر نعمتیں نازل کرے اور یہ بے شرم اپنی اصل حقیقت اور اپنے مالک کے سارے احسانات کو فراموش کر دے اور اس کی پرواہ ہی نہ کرے۔ یہ انسان کی سخت نادانی ہے۔ اسلام نے اسی لئے انسان کو اپنی حقیقت پر غور کرنے کی بار بار تاکید کی ہے۔

دوسرے حیوانات کے مقابلے میں انسان کی بے لبسی

نقل مکانی کے سلسلہ میں یعنی مواصلات کے ذرائع میں دوسرے جانور نہ لکڑی کے محتاج نہ لوہے کے نہ پٹرول اور گیس کے جن کے بل بوتے پر انسان نے ہوائی راستوں پر اقتدار حاصل کیا ہے ان اجزاء میں سے اگر کوئی چیز غائب ہو جائے تو انسان بے بس ہو جاتا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں ایک معمولی مکھی اور مچھر جب بھی اس کا جی چاہے پر کھولتے ہی پر گیا وہ گیا۔ فضا آسمانی میں گم ہو گیا صاف! خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا کی یہ کیسی کھلی ہوئی تفسیر ہے۔ مکھی اور مچھر کے مقابلہ میں بھی معذور۔ اس پر حال یہ ہے کہ جو کچھ بھی اس سے بن آیا وہ تنہا نہیں بلکہ ایک ایک کام کے لئے ہزاروں اور لاکھوں ہاتھوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ بقول شخصے کہ آدمی کے منہ میں روٹی کا ایک لقمہ بھی جو جاتا ہے تو بیسوں ہاتھوں سے گزر کر آتا ہے۔ گیہوں کا بونا، ہل جوتنا، پانی دینا، فصل کاٹنا، پھر صاف کرنا، بازار میں غلّہ کا فروخت ہونا، وہاں سے خرید کر پیسنا پھر گوندھنا، آگ جلانا اور روٹی پکانا۔ ذرا اندازہ لگائیے کہ روٹی کے ایک لقمہ کو انسان کے منہ میں جانے سے پہلے کتنی منزلیں طے کرنی پڑتی ہیں۔ اسی لقمہ کو منہ تک لانے کے لئے کام کرنے والے ہاتھوں کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس کے مقابلے میں دوسرے جانوروں کو دیکھئے جن میں ہاتھی گینڈے شیر اور بڑی بڑی مچھلیاں اور اژدھے وغیرہ شامل ہیں۔ حاتم طائیوں کی منت سے ہر ایک کی گردن آزاد ہے اپنی اپنی ضرورتیں اپنے قوت بازو سے مہیا کرتے ہیں۔ انسان کے مقابلہ میں چیونٹی اپنے وزن سے تیرہ سو گنا زیادہ بوجھ کھینچ سکتی ہے اگر آدمی میں بھی قوت کا یہی پیمانہ ہوتا تو وہ اپنی قوت سے سات ہزار سات سو من وزنی چیز اٹھا سکتا یعنی ایک شہر تک ایک پوری مال گاڑی کا سامان اٹھا کر لے جاتا لیکن انسان یہ نہیں کر سکتا اور دوسرے جانوروں کے مقابلہ میں انسان کی اکڑی ہوئی گردن انتہائی شرمندگی سے جھک جاتی ہے اور خدا کی بات خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔ کے ماننے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے انسان کو قدم قدم پر اس کی بے لبسی کا احساس دلایا جاتا ہے تاکہ وہ اپنی کوششوں پر بھروسہ کر کے اس ذات سے بے نیاز نہ ہو جائے جو قادر و قیوم ہے اور جس کی مشیت کے مطابق یہ کارخانۂ قدرت چل رہا ہے اور سب کچھ اپنی سعی اور کوشش کا نتیجہ نہ سمجھنے لگے۔ قادر مطلق کی عظیم قوتوں کی معرفت حاصل ہونے کے بعد انسان کو اپنی بے بضاعتی اور اپنے عجز اور بے لبسی کا احساس ہونے لگتا ہے اور اور مالک حقیقی کا خوف اس کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اس لئے اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتے تھے کہ ان کو اپنے رب کی زیادہ معرفت حاصل تھی۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہی یہی ہے کہ جب وہ کسی انسان پر اپنے قرب کے دروازے کھولنے لگتا ہے تو اُسے اپنی معرفت عطا کر دیتا ہے۔ معرفت قرب سے حاصل ہوتی ہے اور قرب کا ذریعہ عجز ہے۔ کبر سے کبھی قرب حاصل نہیں ہو سکتا کبر پیدا ہی اس وقت ہوتا ہے جب مقابل والی ذات کی پوری طرح معرفت حاصل نہ ہو جب تک یہ معلوم ہو جائے کہ انسان کس قدر بے بس اور عاجز ہے اور اس کا مالک کن قوتوں کا مالک و مختار ہے اور اس کے اختیارات کا دائرہ کس قدر وسیع ہے اُس وقت تک انسان کو اپنی بے بضاعتی کا احساس ہو ہی نہیں سکتا۔

اسباب و وسائل بالذات مؤثر و علت نہیں بلکہ محض انتظامی علامات ہیں۔ ہر فعل و اثر بالذات اور بلا شرکت غیرے اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے۔ مادی اور غیر مادی کائنات سموات و ارض میں کوئی بھی ایسی مخلوق نہیں ہے جو اپنے کسی فعل و اثر یا نفع و ضرر میں آزاد و مختار ہو۔ جس خالق نے اس کو پیدا کیا ہے وہی بالذات اس کی ہر ہر حرکت و سکون کا بھی خالق ہے۔ ہر چھوٹی بڑی چیز اور اس کا ہر چھوٹا بڑا فعل بالذات اور بلا شرکت غیرے تمام تر خدا ہی کے قبضہ و اختیار میں ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا بڑے سے بڑا اپنے تمام مالکانہ اختیار و اقتدار کے ساتھ نہ چھوٹے سے چھوٹا نفع پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے نہ ضرر کو دور کرنے کا اختیار رکھتا ہے ہر ادنیٰ و اعلیٰ مخلوق بالکل بے بس و بے اختیار ہے۔ ساری کائنات اور انسان اپنی پیدائش ہی میں نہیں بلکہ اپنے بقاء و قیام کے ہر کام میں اپنے خالق اور اپنے رب کا ہر آن دست نگر اور محتاج ہے مخلوق کے ہر فعل میں اس کی بے لبسی حق تعالیٰ کے اختیارات کلی اور قدرت کا ایک بیّن ثبوت ہے انسان کو چاہیئے کہ عجز و انکساری کے ذریعے اپنے مالک کا قرب حاصل کرے تاکہ دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہو جائے۔

دنیوی زندگی میں مال و دولت اور عزت و حکومت کے لحاظ سے سارے انسان برابر نہیں ہو سکتے

(۱) وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ صلے وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ط (پارہ ۸ الانعام آیت ۱۶۵)

ترجمہ! اس نے تم کو زمین میں نائب بنایا ہے اور بعض کے بعض پر درجے بلند کر دیئے ہیں تاکہ تمہیں اپنے دیئے ہوئے حکموں میں آزمائے بے شک تیرا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور بے شک البتہ وہ بخشنے والا مہربان ہے —

(۲) اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ط وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ٥

(پ۱۵ بنی اسرائیل آیت ۲۱)

ترجمہ! دیکھو ہم نے ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دی ہے اور آخرت کے تو بڑے درجے اور بڑی فضیلت ہے۔ دنیا کے کارخانے کو چلانے کے لئے کسی کا اوپر اور کسی کا نیچے ہونا ضروری ہے کوئی امیر ہے کوئی غریب اس کے سوا چارہ کار ہی نہیں۔ جمادات میں وہ صفات نہیں پائے جاتے جن کا نباتات کو مالک بنایا گیا ہے۔ نباتات ان صفات سے خالی ہیں جن کو حیوانات میں رکھا گیا ہے انسانوں کو جو کمالات ملے ہیں۔ اس سے حیوانات محروم ہیں۔ گلاب کی دو پتیاں آپس میں نہیں ملتیں ہر آدمی کی شکل و صورت دوسرے سے مختلف ہے اسی طرح انسان کی معاشی حالت بھی مختلف ہے کسی کو اللہ تعالےٰ زیادہ رزق دیتا ہے کسی کو کم۔ جس طرح دنیا میں مال و دولت کے لحاظ سے آدمیوں کے مختلف درجے ہیں کوئی امیر کوئی غریب اسی طرح آخرت میں بھی درجے ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ مال و دولت اور شان و شوکت دے کر آزمانا چاہتا ہے کہ انسان اس کا کتنا شکریہ بجا لاتا ہے اور اپنے اختیارات سے کام لے کر کیسے کیسے حاکمانہ تصرف کرتا ہے۔ اگر اس کی مخالفت کرو گے تو وہ جلد تر عذاب لانے پر بھی قادر ہے اور اگر اس کی بارگاہ میں سر تسلیم خم کر دو گے تو بخشنے والا مہربان بھی ہے سب غلطیاں معاف کر دے گا۔ آخرت کے درجات کے مقابلے میں دنیا کے درجوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے آخرت کی کامیابی ہی حقیقی کامیابی ہے۔

انسان کی سرکشی اور بغاوت

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ٥ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ط قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ٥ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ط وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ٥

(پ۲۳ سورہ یٰس آیت ۷۷ تا ۷۹)

ترجمہ! کیا آدمی نہیں جانتا کہ ہم نے اسے منی کے ایک قطرہ سے بنایا ہے پھر وہ کھلم کھلا دشمن بن کر جھگڑنے لگا اور ہماری نسبت باتیں بنانے لگا اور اپنا پیدا ہونا بھول گیا۔ کہنے لگا بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کر سکتا ہے کہہ دو انہیں وہ ہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ سب کچھ بنانا جانتا ہے۔

انسان اچھی طرح جانتا ہے.......

• کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو ایک بے قدر اور گندے قطرۂ آب سے پیدا کیا پھر اس میں سے ہڈی گوشت پوست اور سارے اجزاء پیدا کئے اور ہر عضو میں جداگانہ قوت و تاثیر رکھی اور تمام کیل و پرزے جوڑ کر اس کا ڈھانچہ تیار کیا پھر اس میں روح پھونکی۔ قوت گویائی عطا فرمائی اور فہیم بنا دیا۔ گویا ہوتے ہی بات بات پر جھگڑنے لگا اور اپنی حد سے بڑھ کر خالق کے مقابلے میں کھڑا ہو گیا اور قادر مطلق کو مخلوق کی طرح عاجز خیال کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مرنے کے بعد جب انسان کی ہڈیاں گل سڑ کر بوسیدہ اور کھوکھلی ہو جائیں گی تو انہیں کون دوبارہ زندہ کرے گا اس کو اپنی پیدائش یاد ہی نہیں رہی ورنہ ایسا سوال کرنے کی جرأت ہی پیدا نہ ہوتی۔ حق تعالےٰ کی قدرت غیر محدود کا نمونہ تو اس کے پیدا کرنے میں ہی موجود ہے اس میں غور نہیں کرتا اور اپنے خالق کے مقابلے میں کھڑا ہو جاتا ہے اور بعثت ثانیہ کا منکر ہو جاتا ہے۔ جس نے اس کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے بلکہ آسان ہی قادر مطلق ہر طرح بنانا جانتا ہے۔ انسان کے بدن کے اجزاء اور اس کی ہڈیوں کے ریزے جہاں کہیں بھی منتشر ہو جائیں اس کے علم میں ہیں ان کو اکٹھا کر کے زندہ کر دے گا اور میدان حشر میں کھڑا کر دے گا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ انسان میں عجز اور درماندگی پیدا ہوتی اور اللہ تعالےٰ کی رضا کے تابع ہو جاتا اور اس کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا لیکن اس احسان فراموش کو ذرا شرم نہ آئی اور اپنے مالک کے احکام کو ٹھکرا دیا اور سمجھنے لگا کہ کوئی ہستی ایسی نہیں.... جو اس پر قابو پا سکے اور اس کی سرکشی کی سزا دے سکے — یاد رکھو جو پیدا کیا گیا ہے وہ اپنے پیدا کرنے والے سے اُلجھ... کر قسم ہے اسی پیدا کرنے والے کی کہ قطعاً کبھی نہیں سلجھ سکتا صدیوں کی تاریخ اس بات کی شہادت پیش کر رہی ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ انسان جو اپنی پیدائش کے مقصد کو مدنظر رکھتے ہیں اور ہر شعبۂ حیات میں اپنے مالک کی رضا کے تابع رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی رضا کا حصول بہت بڑی چیز ہے۔ اور سب سے بڑی کامیابی ہے — حق تعالےٰ شانہٗ ہم سب کو اس سے بہرہ ور کرے۔ (آمین)

حج کو روانگی

صاحبزادہ سید چراغدین شاہ صاحب خطیب مسجد قاضی نظام الدین محلہ امام بارہ راولپنڈی ۴ اپریل کو راولپنڈی سے بذریعہ تیزگام عازم کراچی ہوں گے۔ وہاں سے وہ ہوائی جہاز کے ذریعہ ۸ اپریل کو حجاز روانہ ہوں گے قارئین ان کے لئے استقامت کی دعا فرمائیں۔

ابو عبد الرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ

سرکش اقوام کی تباہی کس سبب سے ہوئی

برادران اسلام!

آج ملت اسلامیہ کی جیسی کچھ نازک حالت ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ اور اخلاق و روحانیت کا جس طرح ستیا ناس ہو رہا ہے وہ ظاہر ہے۔ تاہم ملت مسلمہ کی تباہی و معصیت شعاری کا نقشہ یہ ہے کہ اس آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر گناہ کا ایک سمندر موجیں مار رہا ہے کہ ہر طرف معصیت ہی معصیت نظر آتی ہے اور گناہ انسان کو اپنے آغوش میں لئے ہوئے نظر آتا ہے

آج ہر وہ شخص جس کو اسلام کے ساتھ ایک ذرہ برابر بھی محبت ہے مسلمانوں کے زوال اور ان کی اخلاقی و روحانی پستی کو محسوس کرتے ہوئے بے چین و مضطرب ہے مگر بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے کبھی اس بات پر غور کیا کہ آخر مسلمانوں کی اس تباہی کا اصلی سبب کیا ہے؟ سو جب ہم قرآنِ پاک کو اٹھا کر اس سبب کو تلاش کرتے ہیں تو ہمیں ایک ایسا مدلل و مبرہن جواب ملتا ہے کہ نفس و ہوش کی آنکھیں کھل جاتی ہیں — سنیئے ارشاد باری ہے۔

اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَهْلَکْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَکِّنْ لَّکُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَکْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ○ پ ۷

ترجمہ: کیا ان لوگوں نے اس بات پر نظر نہیں کی؟ کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتوں کو ہلاک کر دیا جن کی ہم نے ملک میں ایسی مضبوط و مستحکم بنیاد قائم کر دی تھی کہ ابھی تک بھی تمہاری بنیاد اتنی مستحکم نہیں اور ہم نے ان کے لئے پانی کی اس قدر افراط کی کہ اوپر سے مینہ برسایا اور نیچے نہریں رواں کر دیں، پھر ہم نے گناہوں کی سرزمین میں ان کو ہلاک کر دیا اور ان کے بعد دوسری قومیں پیدا کر دیں —

حضرات! اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اُن اقوام کا ذکر فرمایا ہے جن کو ہم سے پہلے پیدا کیا گیا تھا۔ قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم فرعون وغیرہ۔

ان قوموں نے اپنے زمانوں میں بڑی ترقی، شہرت، کامیابی اور طاقت حاصل کی جن کی شوکت و جلالت اور عظمت و اقبال کا ذکر قدیمی تاریخوں میں بالتفصیل موجود ہے یہ قومیں بڑی باجبروت، بالکل آزاد اور بااختیار تھیں۔ خدا تعالےٰ نے اپنی نعمتوں کا ان پر خوب مینہ برسایا تھا ان کو سرسبز و شاداب زمین اور دولت و ریاست عطا فرمائی تھی وہ نہایت امن و سکون کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھیں۔ لیکن جب ان اقوام نے احکام خداوندی کو ٹھکرایا، اس کے رسولوں کی بےعزتی کی، اس کے نازل کئے ہوئے صحیفوں کو پس پشت ڈالا، آزادی و بیباکی سے خدا کی نافرمانی پر کمربستہ ہو گئے تو ان کے تمرّد و سرکشی کے باعث اللہ تعالےٰ نے ان کو فنا اور تباہ و برباد کر دیا۔

اس طرح قرآن حکیم میں جگہ جگہ اور بڑی شدت و تکرار کے ساتھ پہلی شامت زدہ گمراہ قوموں کا ذکر آیا ہے۔ فرماتے ہیں

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُکِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰۤی اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ○

ترجمہ: پھر جب وہ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی انہیں ہدایت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے یہاں تک کہ جو چیزیں ان کو ملی تھیں جب ان پر خوب اترا گئے تو ہم نے دفعتًا ان کو پکڑا پھر وہ ہکا بکا ہو کر رہ گئے

یعنی جب وہ بدنصیب اور گمراہ احکام الٰہی سے برابر غفلت ہی برتتے رہے اور جھڑکانے سے نہ چونکے تو مشیت الٰہی نے دفعتًا انہیں کوئی سزا نہ دی فورًا ان کا رزق بند نہ کیا اور وہ یک لخت ہی عذاب کے پنجہ میں گرفتار نہ ہوئے بلکہ اس کے برعکس اُن پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے گئے ان کی آمدنیاں بڑھنے لگیں پیداوار زیادہ ہونے لگی دولت و اقبال میں پہلے سے زیادہ ترقی ہونے لگی تاکہ ان کے گناہوں کی کشتی خوب اچھی طرح بھر لے پھر یکدم ہی غرق ہو پھر جب ان کا جاہ و حشم انتہائی عروج پر پہنچ گیا یہاں تک کہ وہ اپنی اُن کامیابیوں اور کامرانیوں کے نشہ میں اور زیادہ مست و سرشار ہو گئے خدا فراموشی اور خود پرستی نے بالکل اندھا بنا دیا اور اپنی فتحمندیوں اور خود اعتمادیوں کے گھمنڈ میں حد سے زیادہ اترا گئے اس وقت یک بیک قہر الٰہی نازل ہوا اور پاداشِ عمل میں دھر پکڑے گئے۔

اعمال جزا و سزا کے سبب ہوتے ہیں

برادرانِ اسلام! گزشتہ قومیں اپنی سرکشی اور احکام الٰہی سے روگردانی کے سبب تباہ ہوئیں۔ یہ واقعات قرآن مجید میں مختلف عنوانات سے بیان کئے گئے ہیں جس کا منشاء یہ ہے کہ ہم اُن بدنصیب قوموں کی تباہی سے عبرت و نصیحت پکڑیں اور اپنے اندر وہ خرابیاں پیدا نہ ہونے دیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ کُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِیْنَ ○ پ۹ ع۱۱

ترجمہ: جب ان لوگوں نے سرکشی اختیار کی جس چیز سے وہ منع کئے گئے تھے۔ سو ہم نے ان کو کہا "ہو جاؤ ذلیل بندر"

یعنی احکام الٰہی سے روگردانی اور سرکشی کے سبب انہیں یہ سزا ملی کہ وہ بندر بنا دیئے گئے —

فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ پ۲۵ ع۱۱

ترجمہ: جب انہوں نے ہم کو ناخوش کیا۔ ہم نے اُن سے بدلہ لیا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کو ناخوش کرنا انتقام کا سبب ہے اللہ تعالےٰ اپنے احکام کی نافرمانی کرنے والوں سے ناخوش ہوتے ہیں اسی طرح قرآن مبین میں جا بجا نافرمانوں کے قصّے مذکور ہیں اور اس کے ساتھ ان کی سزائیں بھی مذکور ہیں ان کو ہر شخص جانتا ہے

وہ کیا چیز تھی جس نے شیطان کو راندۂ بارگاہِ الٰہی کیا۔ آسمان سے نکال کر زمین پر پھینکا اور جہنم کا کندہ بنا، یہی خدا کی نافرمانی جس کی وجہ سے یہ ملعون و مردود ہوا، تمام عبادات اکارت گئی۔ رحمت کی بجائے لعنت حصہ میں آئی قرب کے فیوض دور ہوئے صورت بگاڑ دی گئی اور باطن تباہ ہوا۔

وہ کون سے اسباب تھے؟ جنہوں نے نوح ع کے زمانہ میں تمام اہل زمین کو طوفان میں غرق کیا؟ وہ کونسی چیز ہے؟ جس سے قوم عاد پر ہوائے تند کو مسلط کیا گیا یہاں تک کہ زمین پر پٹک پٹک کر مارے گئے۔ وہ کونسی چیز ہے جس سے قوم ثمود پر ایک الہی چیخ آئی کہ ان کے کلیجے پھٹ گئے اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔ وہ کونسی چیز ہے کہ قوم لوط کی بستیاں آسمان پر لے جا کر زیر و زبر کر دی گئیں اور پھر اوپر سے پتھر برسائے گئے۔ وہ کونسی چیز ہے کہ قوم شعیب پر ابر کی مانند آسمان سے عذاب آیا اور اس سے آگ برسی وہ کونسی چیز ہے جس سے قوم فرعون بحیرہ قلزم میں غرق کی گئی؟ وہ کونسی چیز ہے جس سے قارون زمین میں دھنسایا گیا ہے اور وہ کونسی چیز ہے جس نے بنی اسرائیل کو طرح طرح کی مصیبت و بلا میں گرفتار کیا۔ کبھی قتل ہوئے کبھی قید کئے گئے کبھی ان کے گھر اُجاڑے گئے کبھی ظالم بادشاہ ان پر مسلط ہوئے کبھی وہ بندر اور سؤر بنائے گئے اور کبھی قحط و طوفان میں مبتلا ہوئے۔

ان سب باتوں کا جواب اور عذاب الٰہی کے نزول کا سبب خود کلام الٰہی سے سنئے اور اگر اپنے سینہ میں دل اور اس میں ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتے ہو تو لرز جایئے اور گزشتہ قوموں کی تباہی سے عبرت پکڑیئے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا عَنْھَا غٰفِلِیْنَ ۝ (پ۹ ع ۷)

یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور ان سے غافل تھے۔ یعنی ہمارے احکام سے روگردانی کی۔

فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّھِمْ فَاَخَذَھُمْ اَخْذَۃً رَّابِیَۃً ۝ (پ۲۹ ع ۵)

ترجمہ: پس انہوں نے اپنے پروردگار کے رسول کی نافرمانی کی تو پکڑے گئے بلند پکڑ سے

فَکَذَّبُوْھُمَا فَکَانُوْا مِنَ الْمُھْلَکِیْنَ ۝ (پ۱۸ ع ۳)

ترجمہ: ان لوگوں نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی تکذیب کی پس ہلاک کئے گئے

یہاں بھی نزولِ عذاب کا وہی سبب بیان کیا گیا ہے۔

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظْلِمَھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝ (پ۲۱ ع ۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایسے نہیں کہ ان پر ظلم کرتے لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

ایک قوم کی تباہی پر عبرت کے آنسو

حضرت امام احمد رح نے روایت کی ہے کہ جب قبرص فتح ہوا تو اس کی فتح کے موقعہ پر حضرت جبیر بن نضیر اور حضرت ابو الدرداءؓ بھی شریک تھے۔ جبیر بن نضیر نے دیکھا کہ ابو الدرداءؓ اکیلے ایک جگہ بیٹھے رو رہے ہیں جبیر بن نضیر نے حیرت سے پوچھا کہ اے ابو الدرداءؓ ایسے مبارک اور خوشی کے دن یہ رونا کیسا ہے؟ جس نے اسلام کا جھنڈا لہرایا اور مسلمانوں کو فتح و کامرانی اور عزت و کامیابی بخشی۔ ابو درداءؓ نے جواب دیا کہ اے جبیر! افسوس ہے کہ تم میرے رونے کے سبب کو نہیں سمجھے۔ تو سنو جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے حکم کو ضائع کر دیتی ہے یعنی اس کے احکام کی نافرمانی کرتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی ذلیل و خوار اور بے قدر ہو جاتی ہے۔ دیکھو کہاں تو یہ قوم برسر اقتدار تھی خدا کے احکام سے روگردانی کرنا ہی تھا کہ اسے ایسا تباہ و برباد اور ذلیل و خوار کر دیا جس کو تم اس وقت ملاحظہ کر رہے ہو۔

مسلمانو! چشم عبرت کھولو

برادران اسلام! تم نے سرکش اقوام کی تباہی و بربادی کے دردناک اور عبرتناک اسباب معلوم کر لئے یہ ایک درس عبرت ہے۔ جو قرآن حکیم ہمیں سناتا ہے آج مسلمانوں کو بجائے آہ و زاری کرنے اور قوم کی تباہی کا ماتم کرنے کے اپنی عملی حالت پر نظر ڈالنی چاہیئے اور انصاف کے ساتھ کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر جواب دینا چاہیئے کہ کیا آج مسلمانوں نے بھی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ص کو بالائے طاق نہیں رکھ دیا؟ کیا آج بھی گزشتہ قوموں کی طرح احکام الٰہی سے روگردانی نہیں کر رہے ہیں کیا آج وہ اسلام کے کھلے کھلے احکام سے اعراض نہیں کر رہے ہیں؟ کیا آج انہوں نے اسلام کو ایک کھیل اور موم کی ناک نہیں بنالیا؟ اور کیا آج وہ بھی خدا کی نافرمانی اور گناہوں پر دلیر اور بے باک نہیں ہو گئے۔

ان سب سوالات کا جواب یقیناً اثبات میں ہے وہ تباہی عدوان و سرکشی کی اس حد پر پہنچ چکے ہیں جہاں پہنچ کر گزشتہ قومیں تباہ ہوئی تھیں ان کے زوال کا بھی سبب واحد یہ ہے کہ احکام الٰہی کو پامال کر رہے ہیں۔ موجودہ زمانہ کے مسلمان صرف رسم و نام کے مسلمان ہیں کہاں اسلام کی پاکیزہ اور عالم افروز تعلیمات؟ اور کہاں عہد حاضرہ کے مسلمانوں کے اعمال و افعال؟

عہد نبوت کے مسلمانوں کے اعمال و اخلاق و کردار ہمارے سامنے ہیں وہ ظاہر کرتے ہیں اور ہمیں بتلاتے ہیں کہ وہ تمام اعمالِ حسنہ جن کی اسلام نے تعلیم دی ہے وہ تمام کے تمام ان میں موجود تھے اور وہ اخلاقِ رذیلہ اور افعالِ قبیحہ جن سے مسلمانوں کو بچے رہنے کی اسلام نے بڑے زور شور سے ہدایت کی ہے ان سے وہ کوسوں دور تھے اور بالکل پرہیز کرتے تھے۔ خدا پرستی، حق پسندی راستبازی، منصف مزاجی، ایمانداری، اتحاد باہمی، خلوص و محبت، اخوت و ہمدردی اور ایثار و قربانی وغیرہ تمام اوصاف اس وقت کے مسلمانوں کی نمایاں خصوصیات تھیں۔

لیکن آج کے مسلمانوں کی کیا حالت ہے؟ ان صفات حسنہ سے بالکل کورے اور زمانہ بھر کے رذائل، برائیاں، بد افعالیاں اور پست اخلاقیاں موجود، شراب خانے ان کے دم سے آباد، قحبہ خانے ان کے قمار بازی کی روح رواں اور جیلخانوں میں ان کی زیادہ آبادی۔ الغرض بے ایمانی، نفس پرستی، ابلہ فریبی مکاری، خود غرضی، عیاری، نشہ بازی اور ملت فروشی میں شہرہ آفاق ہیں یہ تمام برائیاں مسلمانوں کی اور مسلمان ان کے۔

پھر خدارا مجھے بتلاؤ کہ ہم دنیا میں کیسے عزت کے ساتھ زندہ رہ سکتے اور ترقی کر سکتے ہیں؟ کیوں نہ ہم غیروں کی ٹھوکروں سے پامال ہو جائیں اور اپنی بداعمالیوں کی سزا پائیں؟

اقوام کی ترقی و زوال کا قرآنی اصول

حضرات! آپ نے معلوم کر لیا کہ ہماری حالت میں کیا خوفناک انقلاب رونما ہوا ہم کس قدر ذلیل و خوار ہو چکے ہیں کس طرح دن بدن قعر ذلت و ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں اور ہماری ذلت و رسوائی کا

باقی ص۱۸

پاکیزہ ماحول، پاکیزہ تعلیم اور پاکیزہ کردار و اطوار کے اساتذہ طلبا کی تربیت اور روشن مستقبل کے ضامن ہیں

جامعہ حمیدیہ ایک عظیم تربیتی درسگاہ

دینی و دنیوی تعلیم کا حسین امتزاج

حرفِ آغاز:- اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ مسلمانوں نے جان و مال بلکہ عزت و آبرو کی بیمثال قربانیاں دے کر اس برِ صغیر کو محض اس لئے تقسیم کرایا کہ وہ مسلم اکثریت کے علاقوں کو پاکستان کا نام دیکر وہاں اسلامی نظریات، اخلاقیات اور شعائر کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے تھے۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ اس ملک کے معرضِ وجود میں آجانے کے بعد تا حال وہ منصوبے اور مقاصد پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکے جن کے لئے اس برِ صغیر کی تقسیم ہوئی تھی۔ زندگی کے دوسرے شعبوں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے صرف نظامِ تعلیم پر نظر ڈالی جائے تو اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی کہ پاکستان بننے کے بعد بلکہ آج تک بھی ہمارے اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں قریب قریب وہی نظام چل رہا ہے جو فرنگیوں کی اجنبی حکومت کے زمانے میں چل رہا تھا اور ان اداروں سے فارغ ہونے والے اکثر طلباء ذہنی اور اخلاقی اعتبار سے دورِ غلامی کے فارغ التحصیل طلباء سے کچھ زیادہ مختلف نہیں۔ ہمارے ان اداروں میں پڑھنے والے طلباء میٹرک تک تو بالعموم اسلامی احکامات سے بے خبر رہتے ہیں لیکن کالجوں اور یونیورسٹیوں سے فارغ ہونے کے بعد وہ دین سے متنفر اور بیزار ہو جاتے ہیں۔ اگر ایک لمحہ کے لئے دین سے قطع نظر بھی کر لیں تو اکثر طلباء بنیادی، انسانی اخلاقیات، دیانت، امانت اور قوم کی ہمدردی کے جذبے سے بھی عاری ہوتے ہیں۔ موجودہ تعلیم کے یہی وہ نتائج ہیں جن کو محسوس کرتے ہوئے کچھ دردمند اور حساس لوگوں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ شہروں کے مخربِ اخلاق ماحول سے دور پرسکون اور پرفضا مقام پر ایک اقامتی دارالعلوم قائم کیا جائے جہاں طلباء شہروں کی اخلاق سوز تفریحات سے بچتے ہوئے اپنا وقت تعلیم پر صرف کر سکیں۔ اس مقصد کے لئے ہیڈ بلوکی سے چند میل دور نہر لوئر باری دوآب کے قریب سرائے مغل میں ایک قطعہ ارضی حاصل کر لیا گیا ہے۔ ۲۰ ایکڑ زمین پنجاب کے سابق وزیر خوراک صوفی عبدالحمید صاحب نے بطور عطیہ پیش کی ہے اور ۲۸ ایکڑ زمین پٹہ پر حاصل کر لی گئی ہے۔

اس قطعۂ اراضی پر "جامعہ حمیدیہ" کے نام سے ایک درسگاہ تعمیر کی جا رہی ہے جس میں ایک ہزار سے زائد طلباء کے قیام و طعام کا انتظام ہوگا۔ نصابِ تعلیم میں اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھا جائے گا کہ علم حاصل کرنے والے پہلے مسلمان ہوں اور پھر علومِ مروجہ سے بھی باخبر ہوں، ان مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے ایسے دیندار اور علومِ جدیدہ کے ماہر بلکہ عالم باعمل اساتذہ کا انتظام کیا جا رہا ہے جن کی تربیت میں رہ کر بچے ذہنی اور عملی اعتبار سے پورے مسلمان بن سکیں۔ مزید برآں طلباء میں دین کی اشاعت و تبلیغ کا جذبہ پیدا کرنے کی بھی کوشش کی جائے گی تاکہ وہ غلط ماحول سے متاثر ہونے کی بجائے اپنے حسنِ اخلاق سے اس ماحول کو متاثر کر سکیں (" جامعہ حمیدیہ" کے مجوزہ شعبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

شعبۂ تعلیمات! اس شعبہ میں دو درجے ہوں گے۔ ہر دو درجوں میں ذریعۂ تعلیم اردو ہوگا

(۱) درجہ ابتدائیہ (پرائمری) (۱) اس درجہ میں ان بچوں کو داخل کیا جائے گا جن کی عمر چھ سال سے کم نہ ہو (۲) اس درجہ میں یکم تا پنجم پانچ جماعتیں ہوں گی۔ ہر جماعت میں تین سے چار فریق ہونگے اور ہر فریق میں تیس یا پینتیس طلباء کو داخل کیا جائے گا۔ (۳) اس درجہ میں محکمۂ تعلیم کے منظور شدہ سلیبس کے علاوہ ذیل کے مندرجات بھی شامل ہونگے۔ جن کی تکمیل طلباء کی استعداد کی رعایت رکھتے ہوئے پانچ سال میں ہوگی۔

(ا) قرآن پاک کی ناظرہ تعلیم تجوید و قراءت کے ساتھ (ب) قرآن مجید کا آخری پارہ زبانی حفظ (ج) عربی زبان کی ابتدائی کتابیں (د) اردو میں مسائل و احکام اسلامی کی ابتدائی کتابیں۔

درجہ ثانویہ (سکنڈری) (۱) اس درجہ میں چھٹی یا بارھویں سات جماعتیں ہوں گی۔ ہر جماعت میں دو یا تین فریق ہونگے، ہر فریق میں تیس یا پینتیس طلباء داخل کئے جائیں گے (۲) اس درجہ میں محکمۂ تعلیم کے منظور شدہ سلیبس کے علاوہ ذیل کے مندرجات بھی شامل ہونگے (ا) قرآن پاک با ترجمہ عربی استعداد کے ساتھ (ب) احادیث اور فقہ کی متوسط کتابیں (ج) عربی بول چال اور ادب میں مہارت (د) سیرت مطہرہ اور تاریخ اسلام کا مطالعہ

اس کے علاوہ قرآن پاک حفظ کرانے کا بھی شعبہ قائم کیا جائے

شعبۂ تعمیرات کا اجمالی خاکہ

(۱) **درجہ ابتدائیہ کی تعمیرات:-** اس میں کم و بیش چالیس کمرے ہونگے۔ تمام کمرے دو رویہ ہونگے اور ان کے درمیان ایک گیلری ہوگی۔ وسط میں ایک وسیع ہال کمرہ ہوگا جس کے دونوں طرف باغات بھی ہوں گے

(۲) **درجہ ثانویہ کی تعمیرات:-** اس درجہ میں کم و بیش پینتالیس کمرے ہوں گے اس درجہ کی تمام ترتیب درجہ ابتدائیہ کے مطابق ہوگی

(۳) **اقامت گاہیں:-** جامعہ میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر ہر درجہ کے طلباء کے لئے بارہ اقامت گاہیں تعمیر کی جائیں گی ہر اقامت گاہ میں تقریباً ایک سو طلباء کی رہائش کا انتظام ہوگا۔ ہر اقامت گاہ میں ایک ہال ایسا بھی تعمیر کیا جائے گا جس میں بیک وقت یکصد طلباء سہولت سے کھانا کھا سکیں۔ ایک کمرہ اقامت گاہ کے نگران کے لئے بھی ایسی جگہ پر تعمیر کیا جائے گا۔ جہاں سے تمام طلبا کی مناسب نگرانی ہو سکے۔ ایک باورچی خانہ اور اس کے متعلقہ سامان رکھنے کا کمرہ بھی تعمیر کیا جائیگا

(۴) **مسجد:-** جامعہ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کے لئے وسطِ جامعہ میں ایک بڑی مسجد تعمیر کی جائے گی کہ ہر موسم اور ضرورت کے مناسب ڈیڑھ ہزار نفر اس کے چھتے ہوئے حصے میں یا کھلے صحن میں بآسانی نماز ادا کر سکیں۔ صحن مسجد کے دونوں جانب برآمدے ہوں گے اور مشرقی جانب استنجا اور وضو کا انتظام ہوگا۔

(۵) **ہسپتال:** جامعہ میں اقامت پذیر طلباء کی صحت کے پیش نظر ایک چوبیس بستروں کا ہسپتال بھی تعمیر کیا جائے گا جس میں ہر قسم کی طبی سہولتیں مہیا ہو سکیں۔ جس میں دو بڑے کمرے مریضوں کے لئے ہونگے اس کے علاوہ ڈاکٹر کا کمرہ دوا خانہ، مرہم پٹی کا کمرہ اور اس کے متعلقہ چند اور کمرے بھی ہونگے۔

(۶) **مہمان خانہ:-** جامعہ میں آنے والے مہمانوں کے لئے ایک مہمان خانہ بھی تعمیر کیا جائیگا جس میں تقریباً چھ کمرے، کھلا صحن اور باقی ضروریات کا انتظام بھی ہوگا

(۷) **تیراکی کا تالاب:-** طلباء کی تفریح بلکہ باقاعدہ تیراکی سیکھنے کے لئے ایک پختہ وسیع و عریض تالاب بھی تعمیر کیا جائے گا اور اس کے ساتھ طلباء کے کپڑے وغیرہ رکھنے اور تبدیل کرنے کی تعمیرات بھی ہوں گی۔ ایک ٹیوب ویل کے ذریعے ہر وقت تازہ پانی اس تالاب میں مہیا ہوتا رہے گا۔

(۸) **اساتذہ اور دیگر ملازمین کے رہائشی مکانات:-**

(ا) اس کالونی میں سات بڑے کوارٹر بنائے جائیں گے جن میں بڑے استادوں کی رہائش ہوگی۔ ہر مکان میں تین رہائشی کمرے، برآمدہ، باورچی خانہ، سٹور، مہمان خانہ اور کھلا صحن ہوں گے۔ (ب) عام مدرسین کے لئے تقریباً ساٹھ کوارٹر بنائے جائیں گے جس میں تین اوسط درجہ کے کمرے، برآمدہ، باورچی خانہ، مہمان خانہ اور صحن شامل ہوں گے۔

(۸) عام ملازمین کے لئے تقریباً بیس کوارٹر بنائے جائیں گے جو دو کمرے برآمدہ اور صحن پر مشتمل ہونگے

(۹) **دفتر**:- جامعہ کے انتظامی عملہ کے لئے نو، دس کمروں پر مشتمل ایک دفتر بھی تعمیر کیا جائے گا جس میں صدر، نائب صدر، ناظم اور دیگر عملہ کے کمرے شامل ہیں۔

(۱۰) **مارکیٹ**:- جامعہ کے احاطے میں ایک مارکیٹ بھی بنائی جائے گی جس میں کپڑوں کی سلائی دھلائی کی دکانیں، دودھ دہی گوشت، سبزی، بیکری اور متفرق اشیاء کی دکانیں بھی تعمیر کی جائیں گی تاکہ جامعہ میں مقیم طلباء اور اساتذہ و دیگر ملازمین کو مناسب نرخوں پر اشیائے ضروریہ مہیا ہو سکیں

(۱۱) **شعبہ دستکاری**:- طلبا کے لئے ایک شعبہ دستکاری کی عمارات بھی تعمیر کی جائیں گی جس میں مختلف فنون کی تربیت دی جائے گی۔

(۱۲) **صنعتی شعبہ**:- جامعہ کی ضروریات کے پیش نظر ایسی عمارات بھی تعمیر کی جائیں گی جس میں آٹا پیسنے کی چکی، آرہ مشین، پرنٹنگ پریس اور مرمت شاپ کا بھی انتظام ہوگا

(۱۳) **ٹیوب ویل**:- جامعہ کے احاطہ میں دو ٹیوب ویل نصب کئے جائیں گے جن میں سے ایک اقامت گاہوں، درسگاہوں، اساتذہ کی کالونی اور مسجد میں پانی کی ضروریات پوری کرے گا اور دوسرا بڑا ٹیوب ویل نصب کیا جائے گا جس سے گردو پیش کی آراضی کے لئے پانی مہیا کرکے جامعہ کی مستقل آمدنی کا انتظام کیا جائے گا تاکہ فیس ادا نہ کر سکنے والے نادار طلباء کی ضروریات مہیا ہو سکیں۔

تخمینہ اخراجات تعمیرات و ترقیات

ذیل میں تعمیرات وغیرہ کے متعلق ایسے اخراجات دیے جاتے ہیں جو ابتدائی اور سطحی اندازے کے مطابق ہیں۔ حالات یا تعمیرات کی نوعیت کے ردوبدل کی وجہ سے ان میں کمی بیشی کا امکان ہو سکتا ہے۔

نمبر شمار — تفصیل — کل تخمینہ

(۱) — مسجد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دو لاکھ پچاس ہزار روپے

(۲) — شعبہ ابتدائیہ (پرائمری) تین لاکھ روپے

(۳) شعبہ ثانویہ (سیکنڈری) تین لاکھ پچیس ہزار

(۴) اقامت گاہیں (ہوسٹل) پندرہ لاکھ روپے

(۵) ہسپتال ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دو لاکھ روپے

(۶) مہمان خانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چالیس ہزار روپے

(۷) دفتر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اڑسٹھ ہزار روپے

(۸) تالاب تیراکی ۔ ۔ ۔ ۔ پچیس ہزار روپے

(۹) کوارٹر برائے ملازمین

۷ کوارٹر بڑے بحساب ۱۷ ہزار روپے، ایک لاکھ انیس ہزار روپے

۶۰ ،، متوسط ،، ۱۲ ،، ،، سات لاکھ بیس ہزار روپے

۲۰ ،، چھوٹے ،، ۸ ،، روپے ،، ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے

(۱۰) مارکیٹ دکانات، (۱۲ عدد) چھتیس ہزار روپے

(۱۱) صنعتی شعبہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بتیس ہزار روپے

(۱۲) شعبہ دستکاری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پچاس ہزار روپے

(۱۳) چہار دیواری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دس ہزار ،،

(۱۴) ٹیوب ویل اور سپلائی پائپ لائن و پختہ نالیاں برائے نکاسی وغیرہ، پچاس ہزار روپے

(۱۵) کھیلوں کے میدان ۔ ۔ ۔ پانچ ہزار روپے

(۱۶) سڑکیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پچیس ہزار

(۱۷) گودام برائے اجناس خوردنی وغیرہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پچیس ہزار روپے

(۱۸) ترقیاتی اخراجات، یعنی بجلی کی لائنیں اور بجلی گھر وغیرہ ۔ ۔ ۔ پچیس ہزار

(۱۹) فلش سسٹم باغات اور لان وغیرہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پچاس ہزار

کل میزان — چالیس لاکھ گیارہ ہزار

پروگرام تعمیرات سال اوّل ۱۹۶۴ء

		روپے
(۱)	ہوسٹل برائے ۱۰۰ طلبا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۲۵۰۰
(۲)	کلاس روم برائے شعبہ ابتدائیہ (پرائمری) ۱۱ کمرے	۶۵۵۰۰
(۳)	نماز پڑھنے کیلئے مسجد کا کچھ حصہ	۲۵۰۰
(۴)	رہائشی کوارٹرز (متوسط) چار عدد	۴۸۰۰
(۵)	ترقیاتی اخراجات ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۱۰۰۰
	کل میزان	۲۷۳۵۰۰

جامعہ حمیدیہ کا سنگ بنیاد یکم مارچ ۱۹۶۴ء کو جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مبارک ہاتھوں سے رکھا گیا اس مبارک تقریب کے موقعہ پر اسی بابرکت ادارے کے افتتاح کے لئے ۲ مارچ ۱۹۶۴ء کو مولانا محمد اکرم صاحب (سلطان فونڈری) اور پروفیسر قاری نورالحق صاحب داماد خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی محترم جناب ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر ... ہفت روزہ خدام الدین لاہور ان حضرات کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ علمائے عظام کا یہ قافلہ سرائے مغل کے الگ تھلگ قصبہ میں پہنچا۔

جامعہ کی سنگ بنیاد کی مبارک تقریب کے موقعہ پر صوفی عبدالحمید صاحب سابق وزیر خوراک، جناب محمد اسلم صاحب (سلطان فونڈری) جناب محمد احمد پروپرائٹر افضل فونڈری، جامعہ حمیدیہ کے نائب صدر جناب سید احمد شاہ صاحب دیگر معززین اور دیہات کے کافی افراد موجود تھے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ حضرت مولانا عبید اللہ مدظلہ کے استاد ہیں۔ اس لئے پہلے انہیں سے اینٹ رکھوائی گئی اور اس طرح استاد اور شاگرد دونوں نے مشترک طور پر "جامعہ حمیدیہ" کا سنگ بنیاد رکھا آپ نے اینٹ رکھنے سے پہلے قرآن عزیز کی وہ آیات تلاوت کیں جنہیں اللہ کے پیارے خلیل اور انبیاء علیہم السلام کے جد امجد سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیت اللہ کی تعمیر کرتے وقت دعا کے طور پر پڑھا تھا۔ اس لئے ہزاروں سال قبل کا ایک عظیم الشان واقعہ ابھر کر سامنے آگیا اور یوں محسوس ہونے لگا کہ خانوادہ خلیل کا ایک کا ایک نام لیوا دعائے خلیل کا نتیجہ ہے

درس گاہ کی تعمیر تیز رفتاری کے ساتھ شروع کر دی گئی تاکہ ماہ اپریل ۱۹۶۴ء کے وسط میں شعبہ ابتدائیہ کی تین جماعتوں کا داخلہ لیا جا سکے۔ جامعہ میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء رہائش اور تعلیم کے اخراجات خود برداشت کریں گے، جن کی تفصیلات ناظم جامعہ سے معلوم کی جا سکتی ہیں۔ البتہ کچھ تعداد ایسے طلباء کی بھی داخل کی جائے گی جن کی رہائش اور تعلیم کے اخراجات جامعہ ہذا کے ذمہ ہونگے۔ پہلے سال میں ایک سو طلبہ کی رہائش اور تعلیم کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

تالیف:- مولوی حافظ قاری محمد رحیم الدین صاحب (منشی فاضل)

نقد و نظر:- مشتاق حسین بخاری

نام رسالہ: قاعدہ عربی جدید معہ طریقہ تعلیم

ملنے کا پتہ:- اسلامی کتب خانہ کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ
صفحات ۲۴ عدد قیمت ۱۳ پیسے

محکمۂ اطفال کے لئے مولوی صاحب موصوف نے جدید قاعدہ رقم فرمایا ہے۔ یوں تو ابتدائی قاعدوں کی کمی نہیں لیکن حصول لسان عربی کے لئے اور بالخصوص بچوں کی سہولت کے پیش نظر جتنی بھی کاوش کی جائے کم ہے مؤلف نے کافی باتوں کا خیال رکھا ہے، کہ عربی زبان زد ہو جائے۔ ضرورت ہے محکمہ ہائے تعلیم ایسے رسائل کی سرپرستی کرے۔ مدارس عربیہ اس قاعدہ کو بچوں کے لئے تجویز کریں۔ اس کے پڑھانے سے بچوں میں کافی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔

بقیہ: خطبہ جمعۃ المبارکؒ سے آگے

بھائیوں اور بہنوں کی جائداد دبا لینا ہمارے نزدیک کوئی گناہ ہی نہیں ہے۔ صلہ رحمی کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں، یتیموں اور بے کسوں کا مال ہم شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر لیتے ہیں اور دن رات دوسروں کے حقوق غصب کرتے ہیں۔ محتاجوں اور اندھوں کو تنگ کرنا کھیل بن گیا ہے، بچے اور بوڑھے بازاروں میں اکثر محتاجوں اور اندھوں کا مذاق اڑاتے ہیں انہیں تنگ کرتے ہیں اور اگر کوئی اندھا بدقسمتی سے کسی کے ساتھ ٹکرا جائے تو یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے۔ "او اندھے راستہ دیکھ کر چل۔ تجھے نظر نہیں آتا، آدمیوں میں گھسا چلا آتا ہے وغیرہ وغیرہ

اسے اندازہ فرمایئے! اس بے چارے کی تو آنکھیں ہی نہیں ہیں کہ وہ راہ دیکھ کر چلے۔ لہٰذا اس کو ان الفاظ میں ڈانٹنا کہ راہ دیکھ کر چل خود عقل کی آنکھوں سے اندھے ہونے کی دلیل ہے پھر اس کو یہ کہنا کہ دیکھ آدمیوں میں گھسا چلا آتا ہے کس قدر انسانیت سوز اور توہین آمیز ہے گویا اُسے آدمی ہی نہیں سمجھتے

یاد رکھو! یہ طرز عمل انسانیت کی کھلی ہوئی توہین اور اسلام سے جہالت و بغاوت کی واضح علامت ہے۔ نابینا شخص آپ کی شفقت و ہمدردی کا محتاج ہے اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے آپ پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں، اس کی دلجوئی کریں اور اس سے شفقت و محبت کا برتاؤ کریں تاکہ نابینا ہونے کا غم اس کے دل سے ہلکا ہو۔

حدیث شریف

میں آتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اندھے کی لاٹھی پکڑ کر چالیس قدم تک لے جائے گا اس پر جنت واجب ہو جائے گی۔ ایک اور روایت میں ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چالیس پچاس گز کے فاصلہ تک نابینا کی لکڑی پکڑ کر لے جائے گا خدا تعالےٰ اُس کے لئے ایک بردہ آزاد کرنے کا ثواب لکھے گا

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ابوہریرہؓ جب تو کسی نابینا کو پکڑ کر لے چلے گا اور اس کا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑے گا تو یہ تیرے لئے صدقہ ہو جائے گا

حاصل

یہ نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اندھوں کے ساتھ حسن سلوک اور انہیں راستہ دکھانے کی ترغیب دی ہے اور اسے ثواب قرار دیا ہے لیکن یہاں معاملہ ہی الٹا ہے اور۔۔ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی والی مثل صادق آتی ہے۔ غرضیکہ ہم لوگوں کی معاشرت اس قدر خراب ہے کہ بس توبہ ہی بھلی۔ حالانکہ ہم جانوروں پر بھی رحم کرنے کے لئے مامور ہیں۔

کُتّے کو پانی پلانے کے صدقے میں بخشش

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک فاحشہ اور بدکار عورت صرف اس وجہ سے بخشی گئی کہ اُس نے کنویں کے دہانے پر ایک کتا دیکھا جو ہانپ رہا تھا۔ عورت نے اپنا موزہ اتارا اس کو دوپٹہ سے باندھ کر کنویں سے پانی نکالا اور کتے کو پلایا اللہ نے اس کو اس نیکی کے بدلے بخش دیا۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ ضعیف و درماندہ اور بے کس و آفت رسیدہ مخلوق پر رحم کرنا اجر عظیم ہے۔ جب ایک بدکار عورت ایک کتے کی جان بچانے سے بخشی گئی تو جو شخص اشرف المخلوقات انسان کے ساتھ نیک سلوک کرے گا اور اس کے لئے دکھ اٹھائے گا تو اس کی یہ نیکی کیسے اکارت جائے گی۔ اُسے بھی اللہ کے فضل سے اجر ملے گا۔

بزرگان محترم و برادران عزیز!

اسلام حقیقت میں بہت بڑی چیز ہے۔ یہ صرف چند عقائد یا صرف چند عبادات یا صرف چند قوانین کا نام نہیں۔ یہ جامع و مانع نظام حیات ہے۔ ایک مکمل و منظم دستور زندگی ہے اور انسانیت کے ایک ایک شعبہ اور ہر ہر گوشہ پر حاوی ہے، یہ کائنات انسانی کے لئے آخری دستور العمل ہے اور اس لئے اس نے ہمیں تمام ضروری امور سکھلائے ہیں تاکہ اسلام پر بالکل کوئی دھبہ نہ رہے اور کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اس میں فلاں بات کی کمی ہے یا فلاں پہلو کی رعایت نہیں ــ بحمد اللہ تعالےٰ اسلام کامل و اکمل اور آخری شریعت ہے اور اس لئے حق تعالےٰ شانہٗ نے کسی ضروری بات کو نہیں چھوڑا کہ وہ اسلام میں نہ ہو۔ حق تعالےٰ شانہٗ کا علم کامل ہے اور اس نے ادنیٰ سے ادنیٰ بات تک کی تعلیم اپنے رسول کے واسطہ سے کر دی ہے۔ لہٰذا سچا مسلمان صحیح معنوں میں بندۂ خدا اور تقویٰ شعار و پرہیزگار انسان وہی ہو سکتا ہے جو اسلام پر پوری طرح عمل کرے ــ اور اسلام نے خالق و مخلوق سب کے حقوق مقرر کئے ہیں چنانچہ اسلام پر عمل کرنے والا خالق و مخلوق سب کے حقوق احسن طریق پر ادا کرے گا

اللہ تعالےٰ ہمیں صحیح معنوں میں اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ــ تقویٰ شعاری و پرہیزگاری ہمارا اوڑھنا بچھونا ہو جائے اور ہمیں سچا اور کھرا مسلمان بنائے اور ہمارا خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے۔ آمین

جانشین حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ مولانا انور جامعہ عثمانیہ میں

پیر محل ضلع لائلپور کی دینی مرکزی درسگاہ جامعہ عثمانیہ کا سالانہ جلسہ ۶ اپریل ۱۹۶۴ء کو بروز پیر منگل منعقد ہوگا ــ جس میں جانشین شیخ التفسیرؒ مولانا عبید اللہ صاحب انورؔ مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری، ــ مولانا ضیاء القاسمی صاحب، مولانا فاضل رشیدی، مولانا عبدالشکور دین پوری، مولانا عبدالحی صاحب عابد سید امین گیلانی اور دیگر علماء کرام شرکت کریں گے بیرونی حضرات کے طعام کا انتظام ہوگا

مخلص :۔ محمد صدیق ربانی مہتمم جامعہ عثمانیہ پیر محل

کا سبب کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ اس انقلاب کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم نے اسلامی احکام کو قطعًا فراموش کر دیا ہے۔

یاد رکھیئے اسلام نے انسان کی ذاتی زندگی کو تین حصوں میں منقسم کیا ہے عقائد، عبادات اور معاملات یا اخلاق، یہ تینوں حصے اپنی اپنی جگہ نہایت اہم اور اسلامی زندگی کا جزوِ اعظم ہیں ان میں سے اخلاق کی بلندی و پاکیزگی درحقیقت انسان کی ذاتی زندگی کا جوہر ہے افراد سے لے کر اقوام تک کی ترقی و کامیابی اور ہلاکت و بربادی میں ان کی اخلاقی زندگی کا بڑا دخل ہے۔ قرآن پاک نے اس چیز کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

وَاِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا

(پ ۱۵ ع ۲)

ترجمہ! جب ہم کسی آبادی کو برباد کرنا چاہتے ہیں تو اس کے دولت مند باشندوں کی تعداد بڑھا دیتے ہیں جب وہ فسق و فجور میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو وہ بستی حکمِ عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے اور ہم اس کو تباہ کر دیتے ہیں۔

درحقیقت انسان کا حقیقی جوہر اس کے ذاتی محاسن اور اس کی ذاتی خوبیاں ہیں پاکیزگی قلب، تہذیب نفس، اخلاقِ حسنہ اور اعمالِ صالحہ، یہ چیزیں دینداری کی شناخت، انسانیت کی روح، مذاہب کی مقصودِ اعظم اور بنی آدم کے تاجِ خلافت کے لعل و گوہر ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام نے وسعت اخلاق، روح کی صفائی اور دل کی صفائی کو معیارِ شرافت اور بزرگی قرار دیا ہے۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ

(پ ۲۶ ع ۱۴)

ترجمہ! اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت اور بزرگ پرہیزگار ہیں۔

الغرض ہماری تباہی اور زوال کا سبب اعمالِ صالحہ سے محرومی اور سیاہ کاری کی علمبرداری ہے۔ بزرگو! تم نے سن لیا کہ گناہوں کی وجہ سے آدمی علم سے محروم رہتا ہے علم ایک باطنی نور ہے معصیت سے یہ نور بجھ جاتا ہے۔ دنیا میں رزق کم ہوتا ہے وحشت و قساوت بڑھتی ہے قلب میں تاریکی پیدا ہوتی ہے۔ چہرہ پر بے رونقی طاری ہوتی ہے۔ دل اور جسم میں کمزوری آتی ہے اور انسان عذاب الٰہی کا سزاوار ٹھہرتا ہے۔ خدا کے لئے ہوش میں آؤ۔ گناہوں سے پرہیز کرو اپنی حالت پر رحم کرو اور دنیا کو تباہی سے بچالو۔

اگر تم میں عزت اسلام باقی ہے اور اگر تم اپنا دل پتھر کا نہیں بلکہ گوشت کا ایک ٹکڑا رکھتے ہو اپنے آپ کو نفس کی غلامی اور شیطانی حملوں سے محفوظ رہ کر اپنے مقصدِ حیات کی تکمیل کرو۔ ہوا و ہوس مال و جاہ اور چند روزہ حیاتِ دنیا کو اپنا معبود، قبلۂ آمال اور کعبۂ مقصود نہ بناؤ۔ احکامِ الٰہی سن کر ان پر عمل کرو۔ اگر تم اس مقصدِ اعظم سے غافل نہ ہو تو وہ وقت دور نہیں کہ تم اپنی گزشتہ عظمت اور کھوئی ہوئی سطوت و جبروت کو دوبارہ حاصل کر لو ؎

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہوگا نغمۂ توحید سے

موت العالم موت العالم

حضرت مولانا جمال الدین صاحب مہاجر بیکانیری جو کہ کافی عرصہ سے تحصیل مسجد بہاولنگر میں خدمت دین سرانجام دے رہے تھے ۴ دسمبر ۶۳ء کو دنیا سے دار البقاء کو روانہ ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

احباب دعائے مغفرت فرمائیں

ضروری گزارشات

(۱) ایجنٹ حضرات کمی بیشی کی اطلاع بروز ہفتہ تک بھیج دیا کریں۔ پرچہ ہرگز واپس نہیں لیا جائے گا۔ ایجنٹ حضرات اس بات کو نوٹ فرمالیں۔ (سرکولیشن منیجر)

(۲) دریافت طلب امور کے لئے جوابی لفافہ یا ٹکٹ ارسال فرمائیں۔

(۳) انجمن کی مطبوعات کے ساتھ ہی قیمت بذریعہ منی آرڈر یا ٹکٹ ڈاک پیشگی بھیجیں۔

(۴) منی آرڈر کوپن خالی نہ چھوڑیں۔ اپنی فرمائش کی وضاحت ضروری فرمائیں

(۵) اپنا پتہ مکمل صاف اور خوشخط لکھیں (ناظم دفتر)

بچوّں کا صفحہ

حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ

(از ڈاکٹر علّامہ اقبالؒ)

مرسلہ:۔ شیخ محمد علی عبد الغنی بیر آباد حیدرآباد

اک دن رسول پاکؐ نے اصحاب سے کہا
دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مالدار
ارشاد سُن کے فرطِ طرب سے عمرؓ اُٹھے
اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار
دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور
بڑھ کر رہے گا آج قدم میرا راہوار
لائے غرض کہ مال رسول امینؐ کے پاس!
ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار
پوچھا حضورِ سرورِ عالمؐ نے اے عمرؓ
اے وہ کہ جوشِ حق سے تیرے دل کو ہے قرار
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟
مسلم ہے اپنے خویش واقارب کا حق گزار
کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ مِلّتِ بیضا پہ ہے نثار
اتنے میں وہ رفیقِ نبوّت بھی آگیا
جس سے بنائے عشق و محبّت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت
ہر چیز، جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار
ملکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس
اسپِ قمر سُم و شتر و قاطر و حمار
بولے حضورؐ چاہیئے فکرِ عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبّت کا راز دار
"اے تجھ سے دیدۂ مہ انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار!

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق رضؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

تاریخی جواہر پارے

مرسلہ: محمد علی عبد الغنی حیدرآباد

تقویٰ و پرہیزگاری

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی پرہیزگاری اور تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ آپ کے غلام نے کھانے کی کوئی چیز لاکر پیش کی جب تناول فرما چکے تو اس نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ کس طرح حاصل ہُوا ہے۔" فرمایا بیان کرو" وہ بولا میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک ایک شخص کی فال کھولی تھی۔ فال کھولنا تو جانتا نہ تھا۔ صرف اُسے دھوکا دے دیا تھا لیکن آج اُس سے ملاقات ہوئی تو اس نے اُس کے معاوضہ میں یہ کھانا دیا تھا، جو ابھی آپ نے کھایا ہے۔" غلام کی اس سرگزشت کو سن کر آپؓ نے اس وقت حلق میں انگلی ڈال کر جو کچھ کھایا تھا سب نکال دیا اور فرمایا "جو جسم حرام کی کمائی سے پرورش پاتا ہے جہنم اس کا بہترین مسکن ہے"

سادگی

(۲) حضرت امام حسنؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے میں نے شمار کیا تو اُن کے تہ بند پر بارہ ۱۲ پیوند لگے ہوئے تھے۔

انصاف

بحرین سے مالِ غنیمت میں مشک و عنبر آیا۔ اُس کو مسلمانوں میں تقسیم کرنے کے لئے کسی ایسے شخص کی تلاش ہوئی جس کو عطریات کے وزن میں دستگاہ حاصل ہو۔ حضرت عمرؓ کی بیوی عاتکہ نے کہا۔ "میں اس کام کو کر سکتی ہوں۔" حضرت عمرؓ بولے کہ "میں یہ کام تم سے نہیں لوں گا۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ تمہاری انگلیوں میں جو کچھ لگ جائے گا اُسے تم اپنے جسم پر مَل لگا لوگی اور اس طرح عام مسلمانوں سے زیادہ میرے حصے میں آجائے گا۔"

خدام الدین لاہور
چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/۹ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T.۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء